صداقت کے جوہر، عدالت کے افسر
حیا کے وہ پیکر، شجاع ودلاور
ابوبکر وفاروق عثمان وحیدر
تمہارے پریمی، ہمارے گرامی

(حضور محدث اعظم ہند)

شیعہ مذہب

عطائے غوث العالم، شہزادۂ حضور محدث اعظم، برادر حضور شیخ الاسلام

امیرِ کشورِ خطابت غازیِ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد-اے پی)

﴾ بہ نگاہ کرم تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین امام المتکلمین محدث کبیر مفتی اعظم شہزادۂ حضور غوث الثقلین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ ﴿

نام کتاب : شیعہ مذہب

تصنیف : امیر کشورِ خطابت غازیِ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

تصحیح ونظرِ ثانی : خطیبِ ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (دکن)

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد-اے پی)

اشاعت اُول : ۱۹۸۰ اشاعت دوم : نومبر ۲۰۰۵

تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت: 20 روپیئے

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا　　اَیَّدَہٗ بِاَیْدِہٖ اَیَّدِنَا بِاَحْمَدًا
اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجَّدَا　　صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے　　نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پکارے　　تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک　یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

بسم الله الرحمن الرحیم

﴿اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ (بنی اسرائیل/۸۱) بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا

بعض لوگوں کا یہ پروپگنڈہ کہ 'ہاشمی سے اُس کے گھر والے خفا ہیں وہ نہیں چاہتے کہ تشیع کو دُنیائے ہستی سے مٹادیا جائے' یہ باطل پروپگنڈہ اپنی موت آپ مَر جائے گا جب آپ میرے برادرمعظم حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ کے مکتوب گرامی کو پڑھیں گے جوانہوں نے میری اسیری کے دوران والدہ مخدومہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ سید محمد ہاشمی

مخدومہ محترمہ والدہ صاحبہ : تسلیمات

.... یہ خبر ملی کہ ہاشمی سلمہ کو اس کشاکش کے نتیجے میں جو اُسی کی لکھی ہوئی کتاب نے شیعہ وسنی کے مابین ظاہر کردی ہے جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ ہاشمی کو جیل میں کیوں ڈالا گیا ہے؟ اس سوال کا مختصر جواب یہی ہوسکتا ہے کہ اُس نے شیعوں کے رد میں ایک کتاب لکھی' نیز شیعوں کے رد میں ایک لاجواب تقریر بھی کی ہے۔ الحاصل حق کو واضح اور باطل کو مردود کردینے کی سزا موجودہ وقت نے جیل تجویز کردی ہے ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں ہاشمی سلمہ کا جیل جانا خاندان کی رسوائی کے مرادف ہو لیکن یقین کیجئے میں اس کو خاندان کی سرفرازی وسربلندی تصور کرتا ہوں۔ چور ڈکیتی وغیرہ کر کے جیل جانا رُسوائی ضرور ہوتی لیکن حق کی حمایت میں جیل جانا رُسوائی نہیں بلکہ سُرخ روئی ہے اور میں اس کو سربلندی کیوں نہ کہوں جب کہ یہی ہمارے بزرگوں کی سنت نظر آرہی ہے۔ حضرت سیدنا زین العابدین جیسی جلیل القدر اور عظیم البرکت ہستی کے ہاتھ کی ہتھکڑیاں اور پیر کی بیڑیاں آج بھی ہمیں یہ بتارہی ہیں کہ یہ ہتھکڑی اور بیڑی وجہ رسوائی نہیں بلکہ باعث سرفرازی ہے حق کے لئے کیا کچھ قربانی کرنا پڑتا ہے امام اعظم اور امام حنبل سے جاکر پوچھے کوئی۔ علمائے اسلاف کی گراں قدر جماعت سے دریافت کرے' کربلا کی شدید ترین منزل نے کیا یہ سبق نہیں دیا کہ حق کے لئے گردن کٹا کر بھی انسان سرفراز رہتا ہے؟ یہ اشارے میں نے صرف اس لئے کردیئے ہیں تاکہ آپ سمجھ لیں کہ ہاشمی سلمہ کا اس چھوٹی سی عمر میں احقاق حق اور ابطال باطل کی پاداش میں جیل جانا ہمارے خاندان کی ایک بے مثال تاریخ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے نزدیک یہ چیز پورے

خاندان کے لئے سرمایہ افتخار ہے یہ تصورات ہیں جن کے بنا پر میں ہاشمی سلمہ کے جیل جانے سے ذرہ برابر بھی مضطرب و بے چین نہیں ہوں بلکہ یہ اس کے بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے میرے لئے بھی باعث فخر ہے۔ امید کہ آپ بھی اس مسئلہ پر اسی نقطہ نظر سے غور کریں گی پھر آپ خود ہی محسوس کریں گی کہ ہاشمی سلمہ کا جیل جانا اضطراب و بے چینی کے بجائے سکون واطمینان کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ ہاشمی کی کتاب کو میں نے دیکھا ہے اور غور سے پڑھا ہے اگر اس میں کوئی دلآزار جملہ ہے تو اُس کی دلآزاری اُس دلآزاری پر ہرگز نہیں بڑی ہے جو خلفائے راشدین کے باب میں شیعوں کی تقریر وتحریر سے ظاہر ہے۔ ویسے بھی ہمیں مرتدین کی دلآزاری سے بچنے کی ضرورت کیا ہے جب کہ حدیث شریف نے انھیں 'جہنم کا کتا' کہا ہے۔ آپ خوش ہوں اور ہم سب کے لئے دُعائے خیر کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو زندہ رکھے تو حق کی حمایت کے لئے اور مارے تو حق کی حمایت میں۔ ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ ....

سورت: اگست ۱۹۶۷ فقط والسلام محتاج دُعا سید محمد مدنی اشرفی غفرلہٗ

شیعوں کے گیارہ اعتراضات : حضرت پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ نے روافض کی طرف سے اُٹھائے گئے گیارہ سوالات کا تحقیقی والزامی جواب دیا ہے۔ 'شیعیات' پر ایک معلوماتی کتاب۔

علی مرتضیٰ اور خلفائے راشدین : صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن حضرت علامہ محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ نے اسلام کے نظامِ سیاست پر بحث کی ہے۔ کتاب میں ایسے واقعات بھی ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ خلفائے ثلاثہ کے معتمد علیہ مشیر اور اُن کی مجلسِ مشاورت کے رکن رکین رہے۔ اس کے علاوہ آپ کو اقوالِ علی سے ایسے نمونے بھی ملیں گے جن سے حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دل میں غایت احترام وعقیدت کا پتہ چلے گا۔

امام حسین اور یزید : حضرت محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ کے قلم کا شاہکار۔۔ حامیان یزید کے سامنے یزید کا حقیقی چہرہ بے نقاب کر دیا گیا ہے۔ یزیدی فتنہ کے خلاف مبارک قلمی جہاد۔

حضور ﷺ کی صاحبزادیاں : ملک التحریر محمد یحییٰ انصاری اشرفی نے قصر شیعیت کی بنیادوں کو ڈھانے والی اس کتاب میں حضور نبی کریم ﷺ کی تین صاحبزادیوں کی شان میں شیعوں کی بکواس اور تہمتوں کا، آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں مدلل و منہ توڑ جواب دیا ہے۔

حق و باطل کی کشمکش

الحمد لله لوليه والصلاة والسلام على رسوله وعلیٰ خلفائه وازواجه واصحابه وعترته
ولعنة الله على منكر خلافة خلفائه ولمهارة ازواجه وفضائل اصحابه ومناقب عترته

نُورِ خدا اپنے کہ کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

کون نہیں جانتا کہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کا نورانی سلسلہ اس لئے جاری کیا گیا تھا کہ کفر کے گھٹا ٹوپ بادل اور شرک کی کڑکتی ہوئی بجلیاں ختم ہو جائیں اور ایک ایسے سکوں ریز چمن کو جنم دیا جائے جہاں نبوت کی شاخوں سے توحید کے ترانے پھوٹیں، جو اپنے اندر ایسی دُنیا رکھتا ہو کہ ہر دُنیا کو بھلا دے اور رشتہ حیات کو خدا سے جوڑ دے اور فرزندان توحید کی قطار میں لا کے کھڑا کر دے۔ انھیں مقاصد کے پیش نظر انبیاء کرام مبعوث کئے گئے اور وہ مسیحانہ اسلام بناتے گئے جہاں توحید کے جام ڈھلتے تھے، ارشاد ربانی ہے ﴿قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴾ (البقرۃ/۱۳۳) انہوں نے کہا ہم عبادت کریں گے آپ کے معبود کی اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کے معبود، ایک معبود کی اور ہم سب اسی کے لئے (جھکنے والے) فرمانبردار ہیں۔

لیکن جس طرح روشنی کے ساتھ اندھیرا، وصل کے بالمقابل فراق ہے ٹھیک اسی طرح نیکی کے بالمقابل بدی اور ایمان کے بالمقابل کفر والحاد ہے اور حق کے بالمقابل باطل ہے۔ جہاں [﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ﴾ (النساء/۶۹) اللہ نے جن پر انعام کیا انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں] کی نورانی جماعت گم کردہ راہ انسان کو جادۂ حق واعتدال کی طرف بلاتی ہے وہاں دوسری طرف باغیان اسلام اور بد باطن لوگوں کی بھی ایک جماعت ہے جو جماعت انبیاء اولیاء اور مصلحین کی نہ صرف مخالفت کرتی ہے بلکہ وہ جاہ وحشمت کو برقرار رکھنے کے لئے اور حقانیت کے نور کو اپنے لئے باعث نقصان تصور کرتے ہوئے اسی نورانی جماعت کے اکابر کو

حسب منشاء تہہ تیغ بھی کرتی رہی۔ اور ان حضرات برگزیدہ کی ہر اس بات کو روکا، جس سے شرک، کفر، بدعت اور عیش پرستی کو ٹھیس پہونچتی رہی ہو، خالق کائنات نے اس جماعت کا تعارف اس انداز میں کرایا ہے: ﴿قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾ (البقرۃ/۹۱) (اے رسول) فرما دیجئے پھر تم کیوں قتل کرتے تھے اس سے پہلے اللہ کے نبیوں کو اگر تم (واقعی اپنی کتاب پر) ایمان رکھتے تھے اور بیشک تمہارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر تم نے اُن کے بعد بچھڑے کو (معبود) بنالیا اور تم ظالم تھے۔

یہی وہ جماعت ہے جو از آدم تا ایں دم صداقت، عدالت، سخاوت اور سیاست سے برسرِ پیکار رہی۔ اس کی چیرہ دستیاں اتنی بڑھ گئیں کہ یہ انبیاء اور صالحین کے خون سے ہولی کھیلتی رہی۔ عہد رسول اللہ ﷺ میں یہی جماعت آپ کی مخالفت میں پیش پیش رہی۔ اسی جماعت نے سرورِ کائنات کے پردہ فرماتے کے بعد اصحاب رسول میں پھوٹ ڈالنے کی ناپاک کوشش کی۔ اسی جماعت کے ایک فرد نے افضل البشر بعد الانبیاء والصدیق امیر المؤمنین سیدنا الامام حضور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے کعبۃ اللہ کے حج کے بہانے مدینۃ الرسول کو عثمانی خون سے دلہن بنا دیا۔ اسی فرقہ نے سیدنا امام حضور حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی حمایت کا دعویٰ کیا اور بے وفائی کی نیاد ڈالی، حضرت کو مدینۃ الرسول چھوڑنے پر مجبور کیا اور کوفہ میں لے جا کر شہید کر ڈالا۔ اسی جماعت نے حضرت امام حسن کی بے حرمتی کی اور زہر دے کر ابدی نیند سلا دیا۔ اسی فرقہ نے نواسہ رسول اطہر جگر گوشہ خاتونِ جنت اور قرارِ جان علی مرتضیٰ اور دیگر اہل بیت علی کو اپنی نصرت کے بہانے مدینے سے بلا کر کربلا کی سیج سجائی، جہاں پھولوں کی جگہ کانٹے تھے، سکون واطمینان کی بجائے کرب و بے چینی تھی شدآمدا ور مظالم نے گھٹنے ٹیک دیئے مگر اس طرح کہ ان شہزادۂ خانوادۂ مصطفویہ کو ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۔ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾ (بقرہ/۱۵۴) اور مت کہو انہیں جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں مُردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور (خبر) نہیں۔ اس آیت کا مصداق بنا کر ﴿انعمت علیهم﴾ کی

صف میں لا کے کھڑا کیا' خود کو﴿غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین﴾ میں شامل کرلیا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ خون میدانِ حشر میں رنگ لائے گا اس لئے کہ :

جو چُپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

یہیں تک نہیں بلکہ نگہہِ ناز مصطفے کے اشاروں پر مٹنے والے حوصلہ مند مُریدانِ شمع رسالت کے پروانے جنھیں قرآن نے صدیقین شہداء اور صالحین جیسے بہترین لقب سے یاد کیا۔ ان غلامانِ مصطفے کا قلع قمع اسی گروہ نے کیا۔ سلطان الاولیاء حضور غوث اعظم کے سکوں ریز چمن یعنی بغداد کی مقدس ومتبرک سرزمین کو تباہ و برباد کرنے کے لئے اس کے اسلامی ماحول کو ختم کر کے الحاد وعیش پرستی کو تقویت پہنچانے کے لئے ہلا کو کو اس پر حملہ کرنے کی دعوت اسی گروہ نے دی' پھر اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ اسلام کی مقدس اور بلند پایہ تعلیمات اور تاجدار دو عالم ﷺ کی ہدایات میں کچھ اس قسم کے پیچیدہ مسائل پیدا کر دیئے جن سے حقائق اسلام کو سخت زخم اور اخوت کو غیر معمولی ٹھیس پہونچی اور وہ ہمیشہ کے لئے شیعہ سنی منافرت کا سدا بہار گلشن بن گیا۔ قرآن پاک کو بازیچہ عثمان یا صحیفہ عثمانی قرار دے کر تحریف شدہ نامکمل اور ناقص ثابت کر کے دین ویقین کو بدلنے کی ناپاک کوشش کی۔ تعمیر کے بجائے تخریب کو اپنایا' توحید کی جگہ کفر وشرک اور بدعت کو گلے سے لگایا۔ حُب رسول واہلبیت کا سہارا لے کر اکثر ائمہ اصحاب کا مذاق اُڑایا' محبت علی مرتضٰی کی ٹٹی لگا کر یہودیت اور زرتشیت کی تبلیغ شروع کردی۔

یہ اعجاز اسلام نہیں تو پھر اور کیا ہے کہ اس نے ایک ایرانی شیعہ سے کہلوایا کہ :

قدیم ایرانیوں کا مذہب جو کہ زرتشت مذہب تھا بہت سادہ اور قدرتی مذہبوں میں سے ایک ہے اس دین کا فلسفہ اتنا روشن اور سادہ رہا ہے کہ علماء اہلِ فلسفہ کے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ دُنیا کی تمام قومیں اس مذہب کو قبول کر لیں گی۔

اس مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ خداوند (آہورا امزدا) نے دو عناصر پیدا کئے' ایک عنصر نیکی اور روشنی ہے اور اس کا نام یزداں ہے اور دوسرا عنصر بدی اور تاریکی ہے اس کا نام اہرمن۔ یزداں اور اہرمن ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔ آخر کار یزداں جیت جائے گا

اور نیکی اور پاکیزگی سے اس دنیا کو بھر دے گا۔ اسی لئے ہم شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام دوازدہم مہدی صاحب الزمان ظہور کریں گے اور اس کام کو سرانجام دیں گے۔ اسی وجہ سے مذہب میں سورج اور آگ کو جو کہ نور کا بڑا منبع ہے بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

مزید فرماتے ہیں :

سچ تو یہ ہے کہ زرتشت کے دین کا فلسفہ اتنا سادہ اور اتنا بلند اور سچا ہے کہ اگر تمام انسان اس پر چلیں تو ہماری دُنیا رشکِ بہشت بریں بن جائے۔ (کتاب اثنائےعشری شیعہ تجلی روح ایرانی صفحہ ۱۵۔۱۶۔۱۷ بحوالہ توحید حصہ دوم ۸۔۹۔۱۰)

کیا ناظرین نے نہیں سمجھا کہ ظہور امام غائب بایں طور کہ غیبت کبریٰ کا دامن چاک کر کے بے پردہ ہو جائیں گے دراصل اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ مذہب زرتشت کا نظریہ ہے تو ظاہر ہے کہ امام غائب کے بارے میں ایسا فاسد اور بے اصل عقیدہ اسی کا ہوگا جس کا تعلق اسلام سے نہیں بلکہ زرتشیت سے ہوگا' گویا اصولی طور پر شیعوں کا مذہبی تعلق اسلام سے نہیں بلکہ زرتشیت سے ہے اور اسی لئے اس راز پنہاں صد ہزار حجابات کے باوجود صفحہ قرطاس پر یوں منتقل ہو ہی گیا :

بر استی این فلسفہ دین زرتشت آں قدر	سچ تو یہ ہے کہ زرتشت کے دین کا فلسفہ
سادہ وآں قدر عالی وحقیقی است کہ اگر	اتنا سادہ اور اتنا بلند اور اتنا سچا ہے کہ
تمام افراد بشر ازاں پیروی کرو ندزعین	اگر تمام انسان اس پر چلیں تو ہماری دُنیا
مارشک بہشت بریں می شد	رشک بہشت بریں بن جائے۔

غور فرمایئے کیا اصول بدلنے کی کوشش نہیں کی گئی؟ کیا اسلام کو چھوڑنے اور مذہب زرتشت کو اپنانے کا مشورہ نہیں دیا گیا؟ کیا توحید باری کا مذاق نہیں اڑایا گیا؟

میرا مدعا واضح ہو گیا کہ واقعی ان مغضوبین نے ہمیشہ اسلام کو دھچکا پہونچانے کی کوشش ِ ناکام کی ہے۔

کیا شیعت مائل بہ یہودیت بھی ہے؟ آیئے اس کا بھی جواب کسی شیعہ قلمکار سے ہی حاصل کریں۔ چنانچہ ایک شیعہ مجتہد فاضل ابترآبادی اپنی تصنیف منہج المقابل میں لکھتے ہیں

جس کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :

بعض اہلِ قلم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ اسلام لایا اور علی کا محبّ بنا وہ اپنے یہودیت کے زمانے میں یوشع وصی موسیٰ کی نسبت غلو کرتا تھا' پھر اسلام لانے کے بعد اور رسول خدا کی وفات کے بعد علی کے بارے میں ایسا خیال رکھتا تھا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے فرضیت امامتِ علی کا اعلان کیا اور اُن کے اعداء سے تبرّا کیا۔ علی کے مخالفین کو بُرا کہتا تھا اور اُن کو کافر قرار دیتا تھا '' (آفتاب ہدایت صفحہ ۲۹۹ وتوحید حصہ دوم صفحہ ۱۱)

اس سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں :

۱۔ عبداللہ ابن سبا یہودی تھا ۲۔ صرف محبّ علی مرتضٰی بنا ۳۔ وہ جس طرح وصی موسیٰ کے ساتھ غلو کرتا تھا بعینہٖ اس نے وہی حرکت سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی' گویا اس پر اسلام لانے کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوا اور نہ عادات قدیمہ کو چھوڑ کر اپنے آپ کو غلو سے باز رکھتا۔ ۴۔ فرضیت امام علی' خلفائے ثلاثہ' امہات المومنین اور دیگر اصحابِ رسول پر تبرے بازی کی گرما گرمی اور انُ بزرگ ہستیوں پر تکفیر کی ابتداء اسی یہودی کی ذات سے ہوئی۔ آپ سبھی حضرات جانتے ہیں کہ سرور کائناتﷺ نے تکمیلِ دین کے بعد پردہ فرمایا اور تمام بنیادی عقائد کو مرتب فرمانے کے بعد آنکھیں بند کیں اور فاضل ابتر آبادی فرماتے ہیں کہ : ''اور وہ پہلا شخص ہے جس نے فرضیت امامتِ علی کا اعلان کیا اور اُن کے اعداء سے تبرا کیا۔ علی کے مخالفین کو بُرا کہتا تھا اور اُن کو کافر قرار دیتا تھا''

الحاصل عہدِ رسول اللہ ﷺ میں نہ فرضیت امامتِ علی کا اعلان ہوا' نہ تبرے بازی کی مجلسیں آراستہ و پیراستہ کی گئیں اور نہ ہی وفادارانِ مصطفٰے پر کفر کے گولے برسائے گئے بلکہ ان تمام خرافات کا موجد عبداللہ ابن سبا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیعت' رسول اللہﷺ کا لایا ہوا دین نہیں بلکہ عبداللہ ابن سبا یہودی کی اجتہادی کوششوں اور اسلام کو مٹانے کے لئے اس کی ذہنی کوششوں کا نتیجہ عمل ہے۔

جب یہ بات طشت از بام ہوگئی کہ یہ دشمنانِ اسلام فی الواقع اسلام کو تخریب سے ہمکنار کرنے کے لئے ہی آئے دن پیچیدگیاں پیدا کرتے رہے ہیں تو آیئے ذرا اس کا

جائزہ لیں کہ محرم الحرام میں کتنی غیر شرعی باتوں کو پیدا کر کے صورت اسلام کو مسخ کرنے کی نازیبا حرکت کی، اور بنام حسین (رضی اللہ عنہ) انہوں نے کتنا وقار حسین کو دھچکا پہونچا دیا۔

شبیہ ذُوالجناح

لغات عربیہ کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ شبیہ کا ماخذ شبہ ہے امام راغب فرماتے ہیں:

اشبـه والشبيـه حـقيـقتها فى المماثلة من حبهكه الكيفية كاللون والطعم وكل كالعداله والظلم (مفردات امام راغب صفحہ ۲۵۴)

پس اس سے معلوم ہوا کہ مشتبہت، تشابہ اور شبیہ وغیرہ شبہ سے ماخوذ ہے اور کسی چیز کا شبہ وہ ہے جو بلالحاظ کیفیت اس کے مانند ہو، نیز ارشاد ربانی ہے ﴿**وَقَوۡلِهِمۡ إِنَّا قَتَلۡنَا ٱلۡمَسِيحَ عِيسَى ٱبۡنَ مَرۡيَمَ رَسُولَ ٱللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمۡ**﴾ (النساء/ ۱۵۷) اور اُن کا یہ کہنا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا حالانکہ نہ انھیں قتل کیا اور نہ صلیب ہی دی گئی بلکہ وہ شبہ میں پڑ گئے۔

اب آپ غور فرمائیں کہ اصل کو چھوڑ کر سایہ کو پکڑنا یا سانپ کے گذر جانے کے بعد لکیر پیٹنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ اسی شبیہ کے چکر میں پڑ کر ہر شیعہ چکر کھا رہا ہے لیکن چشمِ مومن سے خون کے آنسو اس وقت ٹپکنے لگتے ہیں جب اس چکر میں کسی سنی مسلمان کو گرفتار پاتا ہے حالانکہ یہ بات کتنی بدیہی ہے کہ جس چیز کے اصل ہونے میں شبہ ہے وہ واجب الاحترام کیونکر ہوسکتی ہے یعنی جب ہم جانتے ہیں کہ یہ دُلدُل دراصل وہی گھوڑا ہے جو کل یکوں اور تانگوں میں جوتا جاتا ہے تو اس کی تعظیم وتوقیر کیوں کر قرینِ قیاس ہوسکتی ہے۔ دُلدُل فی الواقع کیا تھا آیئے سب سے پہلے اسے سمجھ لیا جائے۔

(۱) **دُلْـدُلُ اسـم بـغلته صلى الله عليه وسلم** (مجمع البحار) دلدل، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے خچر کا نام تھا۔

(۲) دلدل بضم ہر دو دال خار پشت بزرگ نوعیت از جانور و نام استر سفید و بسیاہی مائل

کہ حاکم اسکندر یہ بحضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرستادہ و امیر المؤمنین علی بن ابی طالب برآں سوار می شد (منتخب اللغات صفحہ ۲۳۵ اور غیاث اللغات صفحہ ۱۷۸)

دلدل ہر دو دال کے پیش کے ساتھ بڑے خچر کو کہتے ہیں اور جانور کی ایک نوع ہے اور اس خچر سفید مائل بہ سیاہی کا نام ہے جسے حاکم اسکندریہ نے حضور ﷺ کو ہدیہ پیش کیا تھا اور اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سوار ہوتے تھے۔

اب ناظرین غور فرمائیں کہ سرور کائنات ﷺ اور مولا علی رضی اللہ عنہ کی سواری جو کہ دُلدل یعنی خچر تھی اس کو شبیہ میں گھوڑا کیسے بنالیا؟ شائد کوئی کہہ بیٹھے کہ حضرت امام حسین کی سواری میں گھوڑا ہی تھا جب حضرت امام میدان کربلا میں جوہر شمشیری حیدری دکھلا رہے تھے تو جواباً میں حمید بن مسلم کی یہ روایت جو طبری میں بتمام وکمال درج ہے پیش کروں گا کہ :

''اور آپ کے ساتھ ایک گھوڑا تھا اس کا نام لاحق تھا اس گھوڑے پر حسین بن علی کو سوار کیا۔ جب دشمن آپڑے تو آپ نے اپنی ناقہ کو طلب کیا اُس پر سوار ہوئے'' (تاریخ طبری حصہ اول جلد دوم صفحہ ۲۵۴-۲۵۵)

اس روایت نے بات بالکل واضح کردی کہ بوقت جنگ میدان کربلا میں سرکار حسین گھوڑے پر نہیں بلکہ ناقہ پر سوار تھے۔ دوسری جگہ یہی حمید بن مسلم روایت کرتے ہیں :

''یہ کہہ کر آپ نے ناقہ کو بٹھا دیا، عتبہ بن سمعان کو حکم دیا انہوں نے ناقہ کو باندھ دیا۔ اب دشمنوں نے آپ پر حملہ شروع کیا'' (تاریخ طبری حصہ اول جلد دوم صفحہ ۲۵۷)

اب یہاں بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ اُس شبیہ کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ اول تو اس لئے کہ نقل مطابق اصل ہی نہیں۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کیوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سواری خچر تھی بلکہ میدانِ کربلا میں اونٹ پر سوار ہوکر آپ ہاتھ میں قرآن مجید لیکر حجت تمام کرنے کے لئے دشمنان اہلبیت کے سامنے تشریف لے گئے تھے کہ یہ دشمن دین وعقل کل روز قیامت یہ نہ کہدیں کہ ہم بھول میں تھے پس تعزیہ میں خچر یا اونٹ ہونا چاہئے تھا حالانکہ ہمیشہ گھوڑا ہی نکالا جاتا ہے'' (فیصلہ شرعیہ برحمت تعزیہ صفحہ ۶۷)

ان تمام علمی شہادتوں سے معلوم ہوا کہ میدان کارزار میں حضرت کے گھوڑے کی شبیہ کیسی؟

اور اگر یہ امر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے پر ہی سوار تھے تو کیا جس شان وشوکت اور سج دھج سے یہ شبیہ پیش کی جاتی ہے یہ مطابق آپ حسین ہے؟ یعنی اس طور سے اس شبیہ کو کیا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس گھوڑے سے نسبت حاصل ہو گی جو حضرت کے زیر رکاب تھا؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ وہ عربی النسل اور یہ ہندوستانی ہونے کے ساتھ ساتھ تانگوں اور یکوں میں سال بھر جتنے والا' کوچوان کی مار اور ڈانٹ سے پروان چڑھنے والا' علاوہ ازیں شکل وشباہت کے لحاظ سے بھی زمین وآسمان کا فرق۔ آب وہوا اور طبع کے لحاظ سے بھی غیر معمولی فرق وعلحدگی۔

ناظرین! 'شبیہ ذوالجناح' (دلدل) آج سونے چاندی سے سجا دھجا جاہ وجلال اور طمطراق کے ساتھ نکلتا ہے اس کو ذہن میں رکھئے۔ اور پھر غور فرمایئے کہ آج اِدھر یہ خوش وخروش اور چاندی کی چمک اور سونے کی دمک ہے اُدھر شہید کربلا کے جوان بھائی اور بیٹے میدان کارزار میں جام شہادت نوش فرما چکے۔ دوست واحباب ایک ایک کر کے کٹ گئے اور ہر ایک زخم مفارقت دیتا گیا۔ ننھے ننھے اور دودھ پیتے بچے تڑپ تڑپ کے خدا کے ہاں سدھارے اور ماسوا عابد بیمار اور عورتوں کے سرکار حسین تن تنہا رہ گئے ہیں۔ خدا کے سوا کوئی یار ومددگار نہیں۔ ہر طرف ہُو کا عالم ہے وہ شیعان حیدر کرار جنھوں نے سیدنا حسین کو اپنی نصرت کے لئے بلایا تھا' دشمنان اہل بیت بن کر خون کے پیاسے بن چکے تھے اور تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں جن سے اہل بیت رسول کا خون ٹپک رہا ہے۔ سروں پر شمشیریں چمک رہیں ہیں جو نواسہ رسول اکرم ﷺ کے خون سے اپنی پیاس بجھانا چاہتی ہیں۔

کیا ایسی حالت میں شہید نینوا اپنی سواری کو سرخی' پوڈر' میک اپ اور سونے چاندی کے زیوارات سے سجا کر نکلے ہوں گے؟ کیا اس وقت اُن پر ایسی چھتری کا سایہ ہوگا جس طرح آج ایک مرصع چھتری سے اُن کی سواری کی شبیہ پر کیا جاتا ہے؟

اب آپ ہی غور فرما کر بتائیں کہ اس موجودہ 'شبیہ ذوالجناح' کو سرکار حسین رضی اللہ عنہ کے گھوڑے سے کیا نسبت حاصل ہے؟ وہ گھوڑا اور ہی رہا ہوگا جو حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے زیر رکاب تھا۔ اس 'شبیہ ذوالجناح' کو مثل سواری حسین کہنا حسین کے اُس مقدس گھوڑے کی توہین ہے جسے ایک محبّ اہل بیت گوارہ نہیں کر سکتا۔

تعزیہ اور اُس کا شرعی حکم

اگر یہ مطابق اصل ہوتا یعنی مشابہ بمزار سرکار حسین ہوتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا مگر یہ نقل مطابق اصل نہیں۔ کیوں کہ اس کی متعدد صورتیں ہوتی ہیں تو پھر یہ ساری شکلیں روضہ انور سے کیوں کر مشابہ اور مماثل ہوسکتی ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اب جب کہ اس کے ہمراہ کثرت سے ناجائز چیزوں کو شامل کرلیا گیا ہے جیسا کہ آپ کو بتایا جائے گا تو پھر اس سے اجتناب و پرہیز لازمی وضروری ہے تاکہ بدمذہبوں سے کسی طرح سے بھی مشابہت اور یگانگت نہ پیدا ہوسکے تاکہ دوسرے مسلمان متعلقین کے اس قسم کی بدعت قبیحہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ باقی نہ رہے۔ فرمان نبوی ہے کہ **اتقوا مواضع التهم** تہمت کی جگہوں سے بچو۔ اور بھی ارشاد عالی ہے: **من كان يومن بالله واليوم الاخر فلا يقفن مواقف التهم** جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگہ نہ بیٹھے۔ اور ظاہر ہے کہ تعزیہ بنانے اور گھر میں رکھنے سے خواہ مخواہ دوسروں کو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ کہیں یہ شخص اس بدعتی گروہ سے تو نہیں ہے جو وفاداران مصطفٰے ﷺ پر تبرا کیا کرتا ہے جن کا قرآنی لقب صدیقین شہداء اور صالحین ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: 'شرک کی سولہویں قسم یہ ہے کہ کسی چیز کی صورت کو بعینہ اصل چیز کا حکم دینا...... اور شیعہ گروہ میں وہ وہم غالب ہے کہ حضرات حسنین وحضرت امیر وحضرت فاطمہ زہرا کی یہ قبروں کی صورت بناتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ قبریں مصنوعی انوار الٰہی کی جگہ ہیں۔ ان کی بہت تعظیم کرتے ہیں بلکہ ان کو سجدہ کرتے ہیں' فاتحہ پڑھتے ہیں اور درود وسلام بھیجتے ہیں' منقش گردانوں کو لے کر مجاوروں کی طرح ان کے ارد گرد گھومتے ہیں اور خوب شرک کی داد دیتے ہیں۔ عقل مند کے نزدیک بچوں کے کھیل اور ان کی ایسی حرکات میں کچھ فرق نہیں'

الحاصل صرف نقل روضہ' مطابق اصل میں کوئی شرعی قباحت نہ تھی مگر اس کے ساتھ دیگر بدعات قبیحہ اور افعال غیر شرعیہ کی آمیزش نے تعزیہ داری کو نہ صرف بچوں کا کھیل' کارِ جہالت بنادیا بلکہ خلافِ شرع کر کے مطلق حرام قرار دینے پر علماء اسلام کو مجبور کیا۔ کون نہیں جانتا

کہ علم کوئی بھی ہو اس کا حاصل کرنا جائز ہے لیکن بعض وقت اس سے چونکہ بُرے اور غیر اسلامی نتائج برآمد ہوتے ہیں لہذا اس کی تحصیل ممنوع قرار دے دی جاتی ہے مثلاً علم سحر اور علم کہانت وغیرہ۔ اسی طرح محفل مجلس اور لوگوں کا کسی خاص مقام پر مجتمع ہونا قطعی جائز ہے مگر مجالس سینما و سرکس اور محافل تماشہ وغیرہ مخالفت شرعیہ پر مشتمل ہونے کے سبب ناجائز وحرام ہے۔ بایں طور نفس تعزیہ یعنی نقل روضہ مقدسہ جائز وروا ہے لیکن اب بے پناہ بدعات وخرافات پر مشتمل ہونے کے سبب ناجائز وحرام ہے۔

ذرا سوچئے تو سہی کہ آج کوئی ہندوستانی تعزیہ دار جس نے کربلائے معلیٰ کی مقدس اور متبرک سرزمین کی زیارت نہیں کی اور نہ خواب ہی میں مشرف دیدار روضہ حسین سے مشرف ہوا اس کا بنایا ہوا تعزیہ مطابق مزار اور مشابہ روضہ انور کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ اَن دیکھی چیزوں کی نقل کا مطابق اصل یقینی طور پر ہونا محض وہم وجہالت ہے اور یہ امر علماء اسلام کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ اگر تعزیہ مشابہ بمزار نہیں ہے تو پھر اس کا بنانا بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ گھمانا، نیز روافض اور دشمنان قرآن واہل بیت کو تقویت پہونچانا جائز ہو۔ نعوذ باللہ

تعزیہ اس لئے بھی ناجائز ہے کہ شرک وکفر اور اولیاء اللہ کی مقدس اور منور قبروں کی توہین کا ذریعہ بنتا ہے کیوں کہ بعض عقل سے پیدل حضرات اس کو سجدہ کرتے ہیں، حاجت روا اور مشکل کشا خیال کرتے ہیں اور بعینہ اولیاء اللہ کے قبور کے مثل اس کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں درود وسلام کے نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں اور جو اس کی تعظیم وتوقیر نہ کرے اس سے لڑتے اور جھگڑتے ہیں۔

ذرا غور تو فرمائیے کہ کیا مسلمان انھیں افعال غیر شرعیہ اور بدعاتِ شیعہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟ کیا ﴿**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ**﴾ (میں نے انس اور جن کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) سے یہی مفہوم ہوتا ہے؟ کیا مقصد حیات یہی ہے کہ مصنوعی تعزیوں میں اولیاء اللہ کے وجود کا عقیدہ بنا کر ﴿**اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَـآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ**﴾ (خبردار ہوجاؤ! اللہ کے دوستوں کو کسی قسم کا خوف نہیں اور نہ غم) سے تمسخر کیا جائے؟ اور ان تقدس مآب ہستیوں کے مزارات کا مذاق عقیدت ومحبت

کی ٹٹی لگا کر اُڑایا جائے؟ کیا حاصلِ زیست یہی مسئلہ ہے کہ بانس کی تیلیوں سے ساختہ تعزیہ پر مقدس جبین مومن جھکا کر اسلام کے تصور الٰہ کو مجروح کیا جائے؟ کیا مسلمانوں کی یہ کج فہمی اور بےعملی اس کے خرمن حیات پر برق باریاں نہ کریں گی؟

میرے دوستوں! تم پر جمود اور خوابیدگی کیوں طاری ہے؟ تم تو جگانے کے لئے اور اقوام خوابیدہ کو بیدار کرنے کے لئے، نیز کارہائے رسالت اور ارشادات سراپا رحمت ﷺ کی ترویج و اشاعت کے لئے پیدا کئے گئے تھے مگر افسوس تم خود خراٹے لے رہے ہو۔ تم تو گلشن اسلام میں اپنا آشیانہ بنانے کے لئے پیدا کئے گئے تھے لیکن صد افسوس خوف صیّاد وخزاں نے تمہارے حوصلے توڑ دیئے۔ تمہیں تو اس طرح ہونا چاہئے تھا کہ:

اِدھر تو صیّاد کو یہ ضد ہے چمن میں کوئی قدم نہ رکھے
اِدھر ہمارے وہی ارادے بنائیں گلشن میں آشیانہ

شائد تم نے یہ بناض فطرت، شاہکار فطرت ﷺ کی تعلیمات کو بھلا دیا۔ جاگ جاؤ اور اُٹھ پڑو، اب بھی سویرا ہے۔ چلو دنیائے توہم پرستی میں آگ لگا دیں۔ قدامت پرستی کا سہارا لے کر پیٹنے والی خرافات و بدعات کو جڑوں سے اُکھاڑ پھینک دیں۔ چاہے ہمیں موت کے دہانے پر کھڑا ہونا پڑے یا واقعہ حسین کو عملی طور پر ہمارے ساتھ بھی دہرا دیا جائے، اور یقیناً حسینی وہی ہے جو دُنیائے فسق و فجور میں آگ لگا دے۔ اس لئے پیارے عزائم بھی یہی ہونے چاہئیں کیوں کہ:

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

تعزیہ اس لئے بھی ناجائز وحرام ہے کہ اس میں فضول اور ناجائز طریقے پر مال کو ضائع کیا جاتا ہے کیوں کہ جب یہ تعزیے نکلتے ہیں تو بڑی دھوم دھام سے تاشے باجے بجتے اور طرح طرح کی گرم بازاری کرتے نکلتے ہیں۔ نٹ کھٹ اور شوخ عورتوں کا ہر سو ہجوم اور شہوانی میلوں کی پوری رسوم اور اس کے ساتھ ساتھ یہ خیال کہ خود ساختہ اور بنائی ہوئی تصویریں بعینہٖ اور اصلی شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کے جنازے ہیں، پھر کچھ لوٹ مار، نوچ اتار باقی توڑ تاڑ کر دفن

کر دیئے جاتے ہیں ۔ اور اس طرح ایک طرف ناموس اہل بیت اور وقار شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذاق و تمسخر ہوتا ہے اور دوسری طرف ہر سال لاکھوں اور کروڑوں روپے غریب مسلمانوں کی جیب سے نکل کر زمین پر اپنی حماقت کے سبب دفن ہو جاتا ہے ۔

کاش یہ روپیہ غربا پروری اور حصول بہشت کے لئے صرف ہوتا ۔ کاش رضائے الٰہی اور مرضی مصطفٰے ﷺ کو حاصل کرنے میں خرچ ہوتا ۔ کاش مدارس اسلامیہ کو قائم اور دائم رکھنے میں خرچ ہوتا، کاش اسلامی کاروبار میں صرف ہوتا جو کہ خدائے ذوالجلال اور رسول پر جمال کی خوشنودی کا باعث ہوتا ۔

مسلمانوں ذرا مجھے بتاؤ کہ تم نے تعزیہ بناتے وقت کبھی یہ سوچا کہ شائد پڑوس میں کسی کے گھر آگ نہ جلی ہو ۔ ممکن ہے کہ اس وقت کوئی بھوکا ہو، ننگا ہو ۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی پڑوسی شکار گردش درواں اور محروم رحمت باراں ہو ۔ نہیں، تم نے ہرگز نہیں سوچا ۔ اس لئے کہ اگر سوچتے یہ تعزیہ بنا کر صرف و بے جا خرچ کرنے والے نہ بنتے بلکہ پہلی فرصت میں اس کی اعانت اور مدد کر کے عنداللہ وعندالرسول ماجور ہوتے ہیں ۔

میرے مولا ! کیا تاجدارِ دو عالم حضور سید المرسلین ﷺ نے مصائب و آلام اس لئے برداشت کیا کہ قوم مسلم حق و باطل میں امتیاز و فرق نہ کر سکے؟ کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کی دھجیاں اس لئے اُڑائی تھیں کہ قوم فرضیت عبادت سے ناآشنا رہے؟ کیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے باغیانِ اسلام کی گردنیں اس لئے مروڑی تھیں کہ قوم احقاق حق اور ابطال باطل سے بے پروا ہو جائے؟ کیا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مدینۃ الرسول میں خون بہانہ اس لئے پسند نہ کیا تھا کہ وقار کوچہ محبوب کو دل میں جگہ نہ دی جائے؟ کیا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فقر و فاقہ کو گلے اس لئے لگایا تھا کہ قوم نفس پرستی میں مبتلا ہو جائے؟ کیا کربلا میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے گردن اس لئے کٹوائی تھی کہ قوم میں فسق و فجور سے نفرت نہ پیدا ہو؟ نہیں، ہرگز نہیں ۔ ان حضرات برگزیدہ نے اس لئے قربانیاں دیں کہ قوم حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھے ۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے اور پروانہ شمع رسالت بنی رہے ۔

مہندی

اس کے بارے میں ایک شیعہ فاضل کے ایک اقتباس کو پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں جس میں اُس نے اس حقیقت سے کام لیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سہواً کبھی کبھی ان حضرات کے قلم سے بھی سچی بات نکل پڑتی ہے چنانچہ فاضل رضی الرضوی بن سید علی الحائری شیعی لاہوری نے اپنی کتاب 'الذبیح' کے صفحہ ۱۷ پر اس کی تصریح یوں کی ہے۔

'مہندی کی رسم بھی مذہب حق میں کوئی اصلیت نہیں رکھتی ہے کیوں کہ قاسم بن حضرت امام حسین علیہ السلام کی رسم عروسی میں یہ مہندی کی رسم جاری اور قائم کی گئی ہے۔ قرآن پاک یا کلی حدیث صحیح میں قطعاً اس کا ذکر تک نہیں آیا ہے' نہ عقد عروسی قاسم کا ذکر کہیں کربلائے معلی میں ہونا وارد ہوا ہے۔ علماء مجتہدین عراق و ہند کا اتفاق ہے کہ کربلا میں عروسی قاسم کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ پس شرع اسلام میں جس چیز کی کوئی بھی دلیل نہ ہو اس کو مذہب بنالینا گناہ ہے'

ایک غیرت دار مسلمان کے لئے یہ چلّو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی بات ہے کہ اس مہندی کو شیعہ مولوی بھی گناہ بے اصل اور خلاف قرآن و حدیث کہہ رہا ہے مگر ایک سنی ہے کہ ہر سال مہندی بناتا ہے' گھماتا ہے اور گناہوں کو اکٹھا کرتا ہے۔ میرے دوستو ! کہاں گئی تمہاری غیرت' کہاں بیچ دیا اپنی حمیت دینی کو۔ کیا یہ شرم کا مقام نہیں؟ کیا یہ ڈوب مرنے کی بات نہیں کہ تم تعزیہ داری کے شوق میں اتنا گر گئے کہ شیعہ بھی تم سے نفرت کرنے لگا اور تم اس شیعہ فاضل کے نزدیک گنہگار' فاسق و فاجر ہو گئے۔

لِلّٰہ خدا سے ڈرو' دامن رسول کو تھام کر اصحاب رسول کی زندگی کو اپناؤ' نیز حدیث ثقلین (دو قیمتی چیزوں یعنی قرآن اور اہل بیت کو مضبوطی سے تھامنے والی حدیث) کے عملی نمونے بن جاؤ۔ اگر تمہارے ایک ہاتھ میں دامن قرآن ہو تو دوسرے میں دامن اہل بیت۔ اس لئے کہ کون نہیں جانتا کہ امہات المؤمنین' حضرت علی' سیدہ فاطمہ اور حضرات حسنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی طہارت و پاکیزگی اور ان جمیع حضرات کے محفوظ عن الخطا ہونے پر آیت تطہیر دلیل قطعی ہے اور جب تم ان حضرات برگزیدہ کا اتباع کرو گے تو تمہاری زندگی ایک کامیاب زندگی ہوگی اور پھر تمہارا حشر صدیقین یا شہداء یا صالحین کے ساتھ ہوگا اور یقیناً یہی دولت اخروی بھی ہے اور ذریعہ نجات بھی۔

رونا اور ماتم !

کیا غمِ حسین میں رونا حرام ہے؟ آیئے اس بات کی تحقیق کی جائے۔ رونا دو قسم کا ہوتا ہے:
۱۔ فطری ۲۔ غیر فطری۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ رونا ایک قدرتی اور فطری امر ہے بچہ جب پیدا ہوتا ہے تب بھی روتا ہے اور جب وہی سفرِ آخرت اختیار کرتا ہے تو اُس کے پس ماندگان روتے ہیں۔ مصائب و آلام کے پیہم حملے بھی رونے پر مجبور کر دیتے ہیں اور آل و اولاد کی کم ظرفی اور نالائقی بھی رُلا دیتی ہے اور بعض دفعہ تو خوشی سے بھی آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں لیکن یہی رونا جو کہ مطابق فطرت ہے۔ جب ریا' دھوکہ اور فریب دہی کے لئے ہوتا ہے تو غیر فطری ہو جاتا ہے تب اس پر فطری رونے کے احکامات صادر نہیں کئے جا سکتے جیسا کہ قرآنِ پاک کی ان آیات میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿وَجَآءُوٓ اَبَاهُمۡ عِشَآءً يَّبۡكُوۡنَ﴾ (یوسف/۱۶) اور رات ہوئے وہ اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔ (سیدنا یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادوں اور سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا ذکر ہے کہ اُن حضرات کا رونا دراصل فطری نہ تھا)

﴿وَقَالُوۡا لَا تَنۡفِرُوۡا فِى الۡحَرِّ قُلۡ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوۡ كَانُوۡا يَفۡقَهُوۡنَ ۝ فَلۡيَضۡحَكُوۡا قَلِيۡلًا وَّلۡيَبۡكُوۡا كَثِيۡرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ﴾ (التوبہ/۸۲)

اور انہوں نے کہا کہ اس گرمی میں نہ نکلو' فرما دیجئے دوزخ کی آگ سب سے زیادہ گرم ہے کیا اچھا ہوتا اگر وہ سمجھتے۔ تو انہیں چاہئے کہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ یہ سزا ہے اس کی جو وہ کماتے تھے۔ (منافقین کو زیادہ رونے کے لئے کہا گیا تاکہ وہ اپنے عمل سے جو انہوں نے جہاد میں نہ شریک ہونے کے لئے کیا' اس کا خمیازہ بھگتیں۔ اس لئے کہ قرآن پاک میں کسی مومن کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ ہر وقت روتا ہی رہے اور یادِ الٰہی سے غافل ہو جائے)

ذرا آپ اپنی روزمرہ کی زندگی پر ہی ایک نظر ڈالئے اور غور فرمایئے کہ اگر آپ کا نورِ نظر لختِ جگر دن و رات روتا ہی رہے تو کیا آپ یا آپ کا خاندان اُسے اچھا اور خوب سیرت بچہ کہے گا؟ آپ کی رفیقہ حیات جس کی محبت میں آپ گرفتار ہیں اور حتی المقدور اُس کی

نا زبرداری بھی کرتے رہتے ہیں لیکن اگر وہ ہر وقت رونی صورت بنا کر بیٹھی رہی اور سیدھے منھ آپ سے بات بھی نہ کرے یا گفتگو سے پہلے ہمیشہ گریہ وزاری اور آہ بکا شروع کردے تو باوجود اس کے کہ آپ اس کی محبت میں سرشار ہیں اس سے نفرت کرنے پر مجبور ہوں گے اس لئے کہ ہر وقت کا رونا غیر فطری ہوا کرتا ہے۔ الحاصل فطری اور غیر فطری رونے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

رونا قرآن کی روشنی میں !

قرآن میں جس رونے کی اجازت ہے اس میں خشوع اور خضوع ہے نہ کہ ریا، تصنع اور بناوٹ۔ ﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾ (الاسراء/۱۰۹) اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور (یہ قرآن) اُن (کے دل) کی عاجزی بڑھاتا ہے۔

اس لئے کہ جس رونے میں خشوع اور خضوع یا عاجزی وانکساری نہ ہو وہ رونا کس کام کا؟ گویا وہ سجدے میں روتے ہیں مالک کون ومکاں اور خالق ہر دو جہاں کے حضور عجز وانکساری سے گریہ کرکے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔ انتہائے تذلل اور غایت خضوع کے ساتھ رب الارباب کی بارگاہ بےکس پناہ میں رحم کی بھیک مانگتے ہیں، اپنے کئے پر پچھتاتے ہیں اور پھر اس طرح خشیت الٰہی قلوب مومنین میں استحکام اور فروغ پاتی ہیں۔

اب ذرا دیکھنا ہے کہ خداوند عالم کو کیا وہ رونا پسند ہے جو ریا، بناوٹ اور بےصبری کے بطن سے پیدا ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرۃ/۱۵۴) اے ایمان والو مدد چاہو صبر اور نماز سے بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ (البقرۃ/۱۵۶) اور خوش خبری سنا دیجئے اُن صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں

کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں' بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بیشک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

الحاصل قرآن کا مزاج یہ ہے کہ جب کسی مسلمان پر شدائد اور مظالم کی بارش ہو یا جب اس پر مصائب اور آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں اور تکالیف کے بھنور میں پھنس کے رہ جائے تو اس وقت اس بندے کو صبر و شکر سے کام لینا چاہئے نہ کہ غیر فطری اشکباریوں سے۔ صبر و استقامت اور نماز سے مدد مانگے' نہ کہ وحدانیت کی ٹھاٹیں مارتا ہوا یہ کہے کہ 'غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے'۔

گویا مصائب کے پیہم حملے سے متاثر ہو کر دامن صبر وضبط کو چھوڑنا یا مطلب براری کے لئے غیر فطری رونا غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک کہہ کر استعانت بالصبر والصلوٰۃ سے پرہیز واجتناب کرنا مزاج قرآن کے خلاف ہے۔

رونا احادیث اہلسنت کی روشنی میں

☆ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ابی سیف الیقین کے ہاں گئے جو کہ ابراہیم کی دایہ کے خاوند تھے پس رسول اللہ ﷺ نے (اپنے فرزند) ابراہیم کو بوسہ دیا اور سونگھا۔ اس کے کچھ روز بعد ہم پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابراہیم حالتِ نزع میں تھے۔ حضور ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ بھی روتے ہیں یا رسول اللہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے عوف کے بیٹے: تحقیق یہ رحمت ہے آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم راضی برضائے الٰہی ہیں اور ابراہیم کی جدائی سے ہم غمگین ہیں' (متفق علیہ)

گویا فطری رونا قطعاً جائز و مستحسن ہے اور رونے میں دراصل ایک کرب ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں آنکھوں سے آنسوں کے موتی نکلتے ہیں لیکن جزع فزع کے ساتھ نیز شور وغوغا اور واویلا کے ساتھ گریہ کرنے سے حضور رسالت مآب ﷺ نے ہمیشہ منع فرمایا ہے۔

☆ روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے طریقے پر وہ نہیں جو پیٹے رخسار اور پھاڑے گریبان اور پکارے پکارنا جاہلیت کا۔ (مشکوٰۃ)

☆ ابی بردہ سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ بیہوش ہوئے تو اُن کی بیوی ام عبداللہ نے چلا کر رونا شروع کیا۔ جب ابوموسیٰ ہوش میں آئے۔ کہا آپ نہیں جانتیں کہ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ میں بیزار ہوں ان سے جو مصیبت میں سر کے بال منڈوائے' چلا کر روئے اور کپڑے پھاڑے۔ (مشکوٰۃ شریف)

☆ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں منع کرتا ہوں منہ نوچنے' چہرہ پیٹنے' کپڑے پھاڑنے اور بین کرنے سے' لیکن آنکھوں سے پانی جاری ہونا رحم وشفقت کی وجہ سے ہے اور جو رحم وشفقت نہیں کرتا' اُس پر بھی رحم نہ ہوگا۔ (مدارج النبوت)

☆ ابی سعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ لعنت ہو نوحہ کرنے والی عورت پر اور کو سنے والی عورت پر۔ (ابوداؤد شریف)

☆ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسے جنازے کے ساتھ جس کے ساتھ نوحہ کرنے والے ہوں۔ (ابن ماجہ)

ان احادیث کی روشنی میں یہ امر بالکل واضح ہے کہ فطری رونا جائز و مستحسن ہے مگر واویلا اور شوروغوغا بپا کر کے رونا کپڑے پھاڑنا نوحہ و ماتم کرنا وغیرہ غیر فطری طریقے اور جاہلیت کے نشان ہیں جس سے مختار دوعالم ﷺ نے ہمیشہ نفرت کیا اور جس سے بچنے کا حکم صادر فرمایا۔ گویا غیر فطری طریقے سے رونا احکامات الٰہیہ سے انحراف اور ارشادات مصطفویہ سے بغاوت ہے۔

رونا احادیث شیعہ کی روشنی میں

پیکرِ صدق وصفا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے

عن ابی عبدالله قال الصبر من الایمان بمنزلة الراس من الجسد فاذا ذهب الجسد كذٰلك اذا ذهب الصبر ذهب الایمان (اصول کافی) امام صادق نے فرمایا

صبر ایمان کے سَر کے بجائے ہے جب سَر کٹ جائے تو جسم بیکار ہو جاتا ہے ایسے ہی جب صبر چھوڑ دیا جائے ایمان جاتا رہتا ہے۔

امام صاحب بھی صبر کی تلقین اور اُس کے فضائل و مراتب کو بیان فرمائے ہیں گویا دامنِ صبر کو چھوڑ کر گریہ و ماتم کرنا موصوف کے نزدیک زینۂ کفر ہے ورنہ کیوں فرماتے کہ **اذا ذهب الصبر ذهب الایمان** یعنی جب صبر چھوڑ دیا جائے تو ایمان جاتا رہتا ہے۔

بزبان امام صادق اس فرمانِ صادق کو سنیں اور صدقِ دل سے اُسے قبول کریں، مگر افسوس بغضِ صدیق نے درِ صادق بھی چھڑوا دیا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت : سید عالم ﷺ نے آخری اوقات میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو متعدد وصایا فرمائی تھیں اُن میں سے ایک خصوصی وصیت 'ماتم' سے منع کرنے کے متعلق تھی 'اے فاطمہ واضح ہو کہ پیغمبر کے لئے گریباں چاک نہ کرنا چاہئے اور بال نہ نوچنے چاہئے اور واویلا نہ کرنا......لیکن وہ کہنا جو تیرے باپ نے اپنے بیٹے ابراہیم کے مرنے پر کہا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل غمگین ہے، اور میں نہیں کہتا کہ جو موجب غضب پروردگار ہو اور اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہناک ہوں'۔ (جلاء العیون اردو جلد اول صفحہ ۶۶)

' حضرت رسول اکرم ﷺ نے وقت وفات جناب سیدہ سے کہا اے فاطمہ ! جب میں مر جاؤں اس وقت تم اپنے بال میری مفارقت سے نہ نوچنا اور اپنے گیسو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کرنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ کرنے والوں کو نہ بلانا' (جلاء العیون اردو جلد اول صفحہ ۹۷)

مذکورہ غیر مبہم اور واضح حوالہ جات سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں :

۱۔ بوقت مصیبت دامن صبر کو چھوڑنا ائمہ کے ارشادات کو اَن سُنی کرنے کے مرادف ہے۔

۲۔ جب صبر چھوڑ دیا جائے تو ایمان جاتا رہتا ہے اس سے پتہ چلا کہ ماتم و نوحہ کرنے والوں کا ایمان ....

۳۔ گریباں چاک کرنا، بال نوچنا، واویلا کرنا، گیسو پریشان کرنا، نوحہ کرنا اور نوحہ کرنے والوں کو بلانا یہ سب خلاف مزاج شریعت امامیہ ہے۔ کتنے واضح انداز میں ائمہ عظام نے

ماتم ونوحہ سے روکا ہے اس کو حرام اور خلاف دین اسلام قرار دیا ہے۔ کیا میں نام نہاد شیعان حیدر کرار سے پوچھ سکتا ہوں کہ جناب والا نے یہ کیوں بھلا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کیا تھی؟ "پس تم لوگ فوج درفوج گھر میں آنا اور مجھ پر صلوٰۃ بھیجنا اور سلام کہنا' اور مجھ کو نالہ وفریاد وگریہ وزاری سے آزار نہ دینا' (جلاء العیون اردو جلد اول صفحہ ۷۷)

جس رسول نے گریہ وزاری سے منع کیا ہو' جس نے نالہ وفریاد سے اپنے اصحاب کو روکا ہو' جس رسول کو آہ وبکا اور ماتم ونوحہ سے دل آزاری ہوتی ہو' کیا اس رسول کا نواسہ ان افعال غیر پسندیدہ کو محبوب رکھے گا؟ ہرگز نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ جن باتوں کو حضور نبی مکرم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے حسینی جلال اس کو خاکستر کر دے گا اس لئے کہ جو بات مقبولِ بارگاہِ نبوی نہیں' وہ بات مقبولِ بارگاہِ حسینی بھی نہیں ہوسکتی۔

جزع کی تعریف کرتے ہوئے امام باقر علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں :

' **عن جابر عن ابی جعفر قالت قلت له ماالجزع قال اشد الجزع الصراخ بالويل والعويل ولطم الوجه والصدر جزاء الشعر من النواصی ومن اقام النواحة فقد ترك الصبر واخذ فی غير طريقة** (فروغ کافی جلد اول صفحہ ۱۲۱)

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے امام باقر سے پوچھا جزع کیا ہے؟ فرمایا انتہائے جزع ویل عویل کی پکار کرنا منہ پر طمانچے مارنا' سینہ زنی کرنا' بال نوچنا اور جس نے نوحہ وماتم کیا اُس نے صبر چھوڑ دیا اور غیر شرع کام کیا۔

منجملہ احادیث شیعہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں :

۱۔ جس نے صبر کا دامن چھوڑ دیا' اس کا ایمان جاتا رہتا ہے۔

۲۔ گریبان چاک کرنا' بال نوچنا' واویلا کرنا' نوحہ کرتا بوقت وفات نوحہ کرنے والوں کو بلانا' چہرہ پر طمانچے مارنا' سینہ زنی یعنی سینہ پر ماتم کرنا وغیرہ حرام اور خلاف شرع ہیں۔

اب ماننا نہ ماننا آپ کا اپنا فعل ہے جس کی بازپرس مصطفٰے پُر جمال کی موجودگی میں خدائے ذوالجلال کے حضور ہوگی۔ اس مقام پر پہونچ کر میں سمجھتا ہوں کہ اتمام حجت کے لئے دو شیعی احادیث پیش کر کے روئے سخن کسی اور جانب کرلوں۔

سئل الصادق عن الصلاة فی القلنسوة السوداء فقال لاتصل فیها فانها لباس اهل النار وقال امیر المؤمنین فیما علم اصحابه لاتلبس السوداء فانه لباس فرعون (من لایحضره الفقیه صفحہ ۸۱) امام صادق سے کسی مومن نے پوچھا کہ کالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ امام نے فرمایا کہ کالے کپڑے پہن کر نماز نہ پڑھا کرو کیوں کہ یہ دوزخیوں کا لباس ہے نیز فرمایا امیر المؤمنین نے سیاہ لباس نہ پہنا کرو یہ فرعون کا لباس ہے۔

اس روایت میں دو ائمہ کے ارشاد گرامی ہیں :

اول : حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نزدیک کالا کپڑا دوزخیوں کا لباس ہے۔

دوم : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سیاہ لباس فرعونی لباس ہے۔

کیا محرمی حضرات نے ان ارشادات زریں کو بھلا دیا؟ میں معصومیت ساز کمپنی کے جنرل منیجر کو مخاطب کر کے یہ عرض کروں گا کہ اگر چہ یہ حدیث خود ساختہ اور آپ کی کمپنی کا شاہکار ہے پھر بھی آپ اور دیگر ایران کمپنی کے لئے واجب العمل ہے۔ بایں سبب اگر ہم سیاہ لباس پہنیں تو کچھ حرج نہیں مگر جناب کیوں اپنے ڈھالے ہوئے معصومین کے فرمان سے بغاوت کر رہے ہیں۔

۲۔ ' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات ایک عورت کو جہنم میں دیکھا جس کی شکل کُتّے کی تھی اور عذاب کے فرشتے اس کے پچھلے راستے سے آگ داخل کر رہے تھے اور آگ کے شعلے اس بیچاری کے منھ سے نکل رہے تھے اور فرشتے اس بدنصیب کو آہنی گرزوں سے سر پر اور گردن پر مار رہے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ابا جان یہ بدنصیب عورت کون سا گناہ کرتی تھی؟ آپ نے فرمایا نوحہ اور ماتم کرتی تھی۔ (حیات القلوب جلد ۲، کتاب المعراج صفحہ ۳۱۵)

اس سے ذیل کی باتیں معلوم ہوئیں جو ماتمی حضرات کے لئے یہ لمحہ فکر یہ ہے :

۱۔ نوحہ و ماتم کی سزا جہنم ہے جہاں پر ماتم کرنے والوں کو کُتوں کی شکل بنا دیا جاتا ہے۔

۲۔ اس عورت کے پچھلے راستے سے آگ شائد اس لئے داخل کی جا رہی تھی کہ اگر ماتم کرنے والا کوئی مرد آ جائے تو برائے سزا یعنی برائے دخول آتش تعین مقام میں اختلاف نہ پیدا ہو۔ اور عورت و مرد کی سزا مساوی قرار پائے **والله اعلم بالصواب**

کربلا اور ماتم وتعزیہ !!

قاضی شوستری (بابدال واؤبالف) اپنی کتاب مجالس المؤمنین میں رقمطراز ہیں :
وبالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل نہ دارد وسنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل ومحتاج دلیل است گوابوحنیفہ کوئی باشد۔ کوفیوں کوشیعہ ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ جواصل کوفی ہے اُس کا سُنّی ہونا خلاف اصل محتاج دلیل ہے گوابوحنیفہ کوفی ہی ہوں۔

ان سطور مذکور سے یہ امر واضح ہوگیا کہ ہر کوفی شیعہ ہے گویا یہ دونوں قریب قریب مرادف ہے۔ اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ فرمائیے یعنی حضرت مسلم کے ساتھ کوفیوں کا برتاؤ اس کا اندازہ جلاء العیون صفحہ ۴۵۲ اور ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب صفحہ ۱۴۹ پر حضرت مسلم کے خط کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے۔

وهو يقول لك ارجع فدٰك ابى وامى باهل بيتك ولا يفروك اهل الكوفة فانهم اصحاب ابيك الذى يتمنى فرا قهم بالموت او القتل ان اهل الكوفة قد كذبوك وليس الكذوب راى میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ مع اہل وعیال واپس تشریف لیجائیں اور کوفیوں کے دھوکہ میں نہ آئیں کیونکہ یہ وہی ہیں جن سے آپ کے والد سخت پریشان رہتے ہیں اور ان کی موت اور قتل سے نجات چاہتے تھے انہوں نے آپ کی بیعت توڑ دی ہے اور جھوٹے پر کوئی بھروسہ نہیں۔

یہ مقام انتہائی حیرت انگیز ہے کہ حضرت مسلم کوفیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ دھوکہ باز، دشمن علیؓ، غدار، مفر برائے حیدر، بیعت شکن، بے وفا اور جھوٹے ہیں۔ اور ناخدائے کشتی شیعت جناب شوستری کہتے ہیں کہ ہر کوئی شیعہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر شیعہ دھوکہ باز، دشمن علیؓ، غدار، مفر برائے حیدر، بیعت شکن، بے وفا اور جھوٹا ہے۔

اختصار مانع ہے ورنہ میں دِکھا دیتا قاتلانِ حسین کی چھپی ہوئی سورتوں کو لیکن اس مقام پر مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ آیا شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یہ ڈھونگ کس نے رچا، اور اس بدعت شیعہ کو کس نے زندگی دی اور کن لوگوں کی گود میں یہ پرورش پاتی رہی ......؟

ناسخ التواریخ صفحہ ۲۷۸ اور منتہی صفحہ ۳۴۸ پر ایک مضمون یوں ہے کہ قتل امام کے بعد جب اہلِ نوحہ رونے اور نوحہ کرنے لگے تو حضرت امام زین العابدین ان کی اس مکاری پر خاموش نہ رہ سکے اور فرمایا **ابنکون من اجلنا فمن الذی قتلنا** یعنی رونے والوں بتاؤ کہ ہمارا قاتل بھلا کون ہے؟ یعنی خود ہی تم نے قتل کیا اور آپ ہی نوحہ و ماتم شروع کر دیا۔ یہیں تک نہیں حضرت سیدہ ام کلثوم نے محل سے سر نکالا اور نوحہ کرنے والوں سے کہا تمہارے ہی مردوں نے تو ہمیں قتل کیا ہے۔

یااھل الکوفة تقتلنا رجالکم وتبکینا نساء کم فالحاکم بیننا وبینکم الله یوم الفصل القضایا اور کوفہ والو چپ رہو تمہاری عورتیں نوحہ کر رہی ہیں حالانکہ تمہارے مردوں نے مجھ کو قتل کیا۔ پس ہمارے اور تمہارے درمیان قیامت میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا۔

امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت سیدہ زینب نے ارشاد فرمایا :

یااھل الکوفة ابتکون وتنحون ای والله فابکوا کثیرا واضحکوا قلیلا اے اہل کوفہ اب تم نوحہ وگریہ وزاری کرتے ہو' خدا کرے تمہاری قسمت میں رونا بہت اور ہنسنا کم ہو۔

اس مختصر سی گفتگو نے دو جماعتوں کا تعارف کرا دیا۔ ایک وہ جماعت جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے اہل بیت کو شہید کرنے کے بعد ماتم ونوحہ کرنے لگے' دوسری وہ جماعت جس نے ہمیشہ ان ماتم اور نوحہ کرنے والوں کو بُرا اور قاتل سمجھا۔

الحاصل ماتم ونوحہ کرنا قاتلانِ حسین کی سنت ہے اور ماتم ونوحہ سے پرہیز واجتناب کرنا اہلبیت کی سنت ہے۔ اب جس کو جو پسند اور مرغوب ہوگا وہ اس کی سنت پر عمل کرے گا۔

فیصلہ شرعیہ کے صفحہ ۵۳-۵۴ پر اس کی مزید تصریح یوں کی گئی ہے کہ :

'مختار ثقفی پہلی صدی کا ایک مشہور شخص ہے جو کہ شیعہ اور دشمن اہل بیت تھا' (جلاء العیون)

جب اس دشمن اہلبیت نے کوفہ پر اپنا پورا تسلط جما لیا تو علی الاعلان کوفہ میں رسم ماتم کو جاری کیا اور بنام تابوت سکینہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرسی نکالی اور بڑے دھوم دھام سے اس کی پرستش کی' حالانکہ یہ کرسی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نہ تھی بلکہ کسی دوکاندار اور روغن فروش کی تھی جسے طفیل بن جعد نے چرا کر مختار ثقفی کو اس کام کے لئے دیا تھا۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

علامہ شہرستانی نے لکھا ہے کہ وہ کرسی پرانی تھی مختار ثقفی نے اس پر ریشمی غلاف چڑھا کر اسے خوب آراستہ کرکے یہ ظاہر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے توشہ خانہ میں سے ہے۔(الملل والنحل) پھر معزالدولہ جو کہ ایک عباسی خلیفہ کا وزیر تھا اور سخت متعصب شیعہ تھا اور ۳۵۰ھ میں شہادت امام مظلوم کی یادگار منانے کے لئے یوم عاشورہ مقرر کردیا۔ اس کے تعصب کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ شیعوں نے جب ۳۵۱ھ میں جامع مسجد بغداد کے دروازے پر بعض صحابہ کرام کی ذات اقدس پر لعنتی الفاظ لکھوا دیئے اور جب رات کو کسی نے مٹا دیئے تو پھر معزالدولہ نے کھلم کھلا لعنتی الفاظ لکھوا دیئے۔ (تاریخ الخلفاء) اور ۱۸/ ذی الحجہ کو نہایت دھوم دھام سے عید غدیر منانے کا حکم صادر کیا' چنانچہ عید غدیر منائی گئی اور ساتھ ساتھ خوب باجے بجوائے گئے' پھر اس کے بعد ۳۵۳ھ کو خاص عاشورہ محرم کا حکم عام دیا کہ غم حسین میں دوکانیں بند کردیں' کھانے نہ پکائیں' خرید وفروخت نہ کریں' بالکل ہڑتال کردیں' بآواز بلند واویلا کریں' سوگ کے لباس پہنے' عورتیں بال کھولے ہوئے منہ پر طمانچے مارتی ہوئی' خاک ملتی ہوئی' گریباں چاک کرتی ہوئی شارع عام پر نکلیں۔ چونکہ اس وقت وہاں اہلِ تشیع کا زور تھا اس لئے اہل سنت وجماعت مقابلہ کرنے پر قادر نہ تھے۔ لوگوں نے معزالدولہ کے حکم کی تعمیل کی' بعد میں اس وجہ سے شیعی سنی کے درمیان بڑا فساد ہوا اور لوٹ مار تک نوبت پہونچ گئی۔ ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۴۲۵ بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۰۲ کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۱۹۷

بات صاف ہے کہ ماتم وتعزیہ وغیرہ محرم میں خاص اہمیت رکھتے ہیں لیکن ان کا تعلق نہ قرآن سے ہے نہ حدیث سے اور نہ ہی آثار صحابہ اور اقوال رسول سے بلکہ یہ خالص غدارانِ اہلبیت رسول اور قاتلان فرزندان علی کی سنت وایجاد ہے۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ سب سے پہلے کوفیوں یعنی شیعوں نے ماتم ونوحہ شروع کیا' پھر مختار ثقفی نے اس میں تعزیہ وتابوت سکینہ کا اضافہ کیا' پھر معزالدولہ نے ان خرافات کو مزید فروغ دیا۔

ناظرین اب آپ غور فرمائیں کہ ماتم کی ایجاد کرنے والے کون تھے؟ ماتم اور تعزیہ کو ترقی دینے والے کون تھے؟ ان دونوں سوالوں کا جواب صرف دولفظوں میں یہ ہے کہ

دشمنانِ حسین ۔ اس کے برعکس ماتم وتعزیہ سے روکنے والے کون تھے؟ تعزیہ دار کو بُرا سمجھنے والے کون تھے؟ اس کا بھی مختصر ترین جواب صرف دولفظوں میں یہ ہے کہ اہل بیت رسول ۔ گویا دو راستے ہیں' ایک راستہ ہے قاتلان حسین کا جہاں ماتم وتعزیہ ہے' دوسرا راستہ اہل بیت رسول کا ہے جہاں یہ سب خرافات نہیں ہیں ۔ اب آپ کو اختیار ہے خواہ اس راستے پر چلیں جس پر قاتلانِ حسین چلے' خواہ اس راستے پر چلیں جس پر اہل بیت رسول چلے ۔

اب میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون کا سلسلہ ایک شیعہ فاضل اور ایک سنی مجدد کے ایک ایک اقتباس کو سپرد قلم کر کے ختم کر دوں' اس لئے پہلے ملاحظہ فرمایئے 'الذبیح صفحہ ۱۶۔۱۷ مصنفہ سید محمد رضی الرضوی القمی بن علامہ سید علی الحائری شیعی صاحب تفسیر لوامع التنزیل میں عنوان 'اصلاح مراسم تعزیہ داری' کے تحت یوں لکھتے ہیں :

' تعزیہ داری کو موجودہ رسوم جو خلاف شرع اور قابل اصلاح ہیں مثلاً ذوالجناح اور تعزیہ کے ہمراہ طوائف کا ہونا اور نامحرموں کے سامنے مرثیہ پڑھنا' بعض نوجوانوں کا سوٹ بوٹ پہن کر' ٹائیاں لگا کر اور شب عاشورہ ڈاڑھیاں منڈوا کر ذوالجناح کے ہمراہ ہونا' ذوالجناح کے نیچے بچوں کو لٹانا' اُن کے کان چھدوانا' ان پر عرضیاں باندھنا' اُن کے نیچے بکرے اور مرغ ذبح کرنا' ذوالجناح (حیوان) کا پس خورہ دودھ تبرکاً اشرف المخلوقات انسان کو پلانا وغیرہ وغیرہ ۔۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کی کوئی بھی مذہب میں اصلیت نہیں ہے' نہ قرآن وحدیث میں ان کا ذکر آیا ہے ۔ عوام الناس نے خواہ مخواہ آہستہ آہستہ ان باتوں کو مذہب بنالیا ہے اور جس امر کا مذہب میں کوئی حکم نہ ہو ظاہر ہے وہ ایک لغو فعل ہے اور مذکورہ باتوں میں تو بعض باتیں حرام اور گناہِ کبیرہ ہیں ان کو فوراً ترک کر دینا چاہئے'' ۔

عزیزو ! یہی وہ بدعتیں ہیں جن کے باعث تمہارے مذہبی پیشوا روزِ عاشورہ تعزیہ اور ذوالجناح کے ہمراہ جانے سے احتراز کرتے ہیں ۔ خاص کر حجتہ الاسلام سرکار شریعتمدار علامہ حائری مجتہد العصر دام ظلہ' کو ذوالجناح کے ہمراہ جاتے کبھی کسی نے نہیں دیکھا............ افسوس ہے کہ عاشورہ کو جن اعمال کے کرنے کا حکم مذہب حق نے دیا ہے بہت کم اس کی تعمیل کی جاتی ہے ۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے تو عین ظہر روزِ عاشورہ کو خاص بوقت

شہادت بھی ایسی سخت مصیبت کے وقت نماز کو ادا کر کے قوم کو تعلیم دی ہے کہ نماز جیسی ضروری عبادت مفترضہ کسی وقت میں کسی طرح بھی ترک نہیں کی جاسکتی مگر بعض عزاداران کا یہ حال ہے کہ وہ عاشورہ کے روز میں نماز نہیں پڑھتے اور اسی طرح وہ اس روز کے اپنے اعمال کو باطل کر دیتے ہیں (اسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر) پس دانشمندی یہی ہے کہ مومنین تعزیہ داری میں افراط وتفریط کے دونوں پہلوؤں کو چھوڑ دیں جن کی کوئی بھی اصلیت مذہب حق میں نہیں ہے۔........آگے چل کر لکھتے ہیں ....عوام الناس کا اپنے خیال اور اپنے قیاس سے کسی چیز کو اچھا یا زینت اسلام کا موجب اور ترقی مذہب کا باعث سمجھ لینا اوراس کو مذہی میں داخل کرنا مذہبً کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا'

بدعاتِ محرم کے سلسلہ میں رضی الرضوی صاحب کی جملہ شکایات مذکورہ بالکل صحیح اور درست ہیں...... شیعوں کی بدعملی کا نقشہ مختصراً انہوں نے پیش کیا ہے۔ اب شائد ہی کوئی نصیب کا مارا ہو جو مروجہ تعزیہ داری کو جائز وروا قرار دے۔

بدعاتِ محرم کے سلسلے میں امام اہلسنت مجدد ملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہ' کی بھی یہی شکایات ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں :

'' تعزیہ میں اگر اہل اسلام ارواح طیبہ حضرات شہداء کرام کے لئے ایصال ثواب پر اکتفا کرتے تو کس قدر مرغوب وخوب تھا مگر اب تو وہ طریقہ نامرضیہ (غیر پسندیدہ) کا نام ہے جو قطعاً بدعت اور ناجائز وحرام ہے۔ اسی طرح نقل روضہ حضرت امام حسین اپنے گھر میں بطور تبرک وزیارت رکھنا اور اس کی اشاعت کرنا اور تصنع الم ونوحہ خوانی اور دیگر بدعات شرعیہ سے اجتناب کرنا کسی حد تک جائز تھا مگر اب جب کہ اس نقل کے ساتھ اہل بدعت وہ سب خرافات کرتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا اس نقل سے بھی پرہیز کرنا چاہئے تاکہ اہل بدعت کے ساتھ اس ناجائز بات میں مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ایسی خرافات اور بدعات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے۔ لہٰذا بنظر محبت روضہ انور حضرت امام حسین کا کاغذ پر صحیح نقشہ بنالے اور تبرکاً رکھے جیسا کہ حرمین شریفین سے کعبہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ اور روضہ عالیہ وغیرہ کے نقشے آتے ہیں '

الحاصل امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مروجہ تعزیہ داری بدعت، طریقہ نامرضیہ یعنی محض خرافات، ناجائز اور حرام ہے۔ ہاں اگر کاغذ پر قلم یا پنسل سے روضہ کا نقشہ بنایا جائے اور وہ بھی صحیح صحیح تو کچھ حرج نہیں، لیکن یہ نقشہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حرمین شریفین سے کعبہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کے نقشے آتے ہیں۔ یہی وہ صورت ہے جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے نزدیک مباح اور جائز ہے۔

سلف صالحین کے زرین ارشادات

۱۔ حضرت غوث الثقلین پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بروایت حضرات معاذ بن جبل و انس رضی اللہ عنہما اپنی کتاب غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۹ پر بایں طور حدیث نقل کی ہے ''آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی جو میرے اصحاب کی تنقیصِ شان کریں گے پس تم اُن کی مجلس میں نہ بیٹھو، نہ اُن کے ساتھ مل کر کھاؤ پیو، نہ اُن سے رشتہ بندی کرو، نہ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھو'

اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں روافض نہ تھے بلکہ یہ بعد کی پیداوار ہیں۔

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب جلد اول حصہ دوم صفحہ ۵۴ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ 'بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے اور بدترین گمراہ فرقہ شیعہ ہے'

۳۔ حضرت مجدد احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں اس سوال کے جواب میں کہ اہل سنت کو رافضیوں سے ملنا جلنا، کھانا پینا اور رافضیوں سے سودا سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص سنی ہو کر ایسا کرتا ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم آیا ہے؟ مجدد موصوف جواب مرحمت فرماتے ہیں ''روافض زمانہ علی العموم کفار و مرتد ہیں **کما بیناہ فی رد الرفضۃ** اُن سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں۔ اُن مرتدین سے میل جول، نشست برخاست، سلام کلام سب حرام ہے۔ جو سُنّی ہو کر اُن سے

میل جول رکھے اگر وہ خود رافضی نہیں تو کم از کم فاسق و فاجر مرتکب کبائر ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے اور اس کی امامت ممنوع ہے اور اُسے امام بنانا حرام' اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ''

الحاصل اگر کوئی سنی صحیح العقیدہ ہو مگر رافضیوں سے میل جول رکھتا ہو' اُن کے ساتھ کھاتا پیتا ہو' نیز باہم ہنسی مذاق کرتا ہو تو ایسے سنی صحیح العقیدہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں 'شخص مذکور سخت فاسق و فاجر' مرتکب کبائر ہے اور اس کی امامت ممنوع ہے اور اُسے امام بنانا حرام' اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی' واجب الاعادہ'

۴۔ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ فرقہ روافض اپنے اعمال واقوال کو مطابق نص قطعی وحدیث نبوی علیہ التحیہ والثنا کے شمار کرتے ہیں مگر اُن کا یہ زعمِ باطل ہے۔

۵۔ فتاویٰ عالمگیری مصری جلد سوم صفحہ ۲۶۴ پر ہے کہ 'جو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو معاذ اللہ بُرا کہے کافر ہے اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے'

اور یہی مضمون تقریباً فقہ کی ہر کتاب میں موجود ہے مثلاً فتاویٰ ظہیریہ' مستخلص الحقائق' طحطاوی' فتاویٰ خیریہ' غنیۃ شرح منیہ' کفایہ شرح ہدایہ' مجمع الانہر...... وغیرہ۔

خاکپائے اہلبیت
سید محمد ہاشمی حسنی الحسینی کچھوچھوی

۱۵/ اگست ۱۹۶۷

شیعوں کی رَد میں اہلسنت کی کتابیں		خوارج کی رَد میں اہلسنت کی کتابیں
تحفہ جعفریہ ۔ فقہ جعفریہ ۔ تحفہ حسینیہ		حدیث ثقلین کے منکرین
شیعوں کے گیارہ اعتراضات		عصرِ حاضر کے خوارج ۔ یزیدی فتنہ کا نیا رُوپ
سیدنا علی مرتضیٰ اور خلفائے راشدین		سادات دشمنی اور خارجی فتنہ
تحفہ اثناعشریہ ۔ آیات بینات		سیدنا امام حسین اور یزید
اہلحدیث/ جماعتِ اسلامی اور شیعہ مذہب		سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیادت مطلقہ
خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ		حضرت جنید بغدادی اور انعامِ شکست

قلم رُوکتے ہو زبان کاٹتے ہو ! !

اس جمہوری دور میں لوگوں کو اپنے مشن کی تبلیغ، اپنی ملت کی اصلاح اور اپنے معاشرے کے سدھار کا پورا حق دیا گیا ہے لیکن بعض لوگ اس حق کو ہم سے چھیننا چاہتے ہیں اور اتفاق سے وہ اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔

کل کی بات ہے کہ 'رسالہ رسومات محرم اور تعزیہ بزرگان دین کی نظر میں' (جس سے ہزاروں اہل سنت کی اصلاح ہوئی) ضبط کرا دیا گیا اور ضبطی کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس سے شیعوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ غالبًا یہ دل آزاری اس لئے ہوئی ہے کہ اس رسالہ میں اہلبیت کرام کے مناقب ہیں تو خلفائے راشدین کے فضائل بھی ہیں' اگر ایسا ہے تو کیا ہم اپنے صحابہ اور خلفاء کے فضائل بیان نہ کریں' ان کا نام لینا بند' اُن سے اپنی عقیدت کا رشتہ منقطع کر دیں؟ مگر یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب روح ہمارے جسم سے نکل جائے' زبانیں ہمارے منہ سے تراش لی جائیں اور قلم ہمارے ہاتھ سے لے کر توڑ دیئے جائیں۔

ہم مظلوم ہیں' ہمیں نہ چھیڑو۔ جیو اور جینے دو۔ ہم تمہارے بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں تم ہمارے بزرگوں کی تعریف کرو۔ تعریف نہیں کرتے تو تذلیل بھی نہ کرو اور یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہمیں تو تعریف کرنے دو۔ دیکھو یہ تمہارے ظلم کی انتہاء ہے۔

ہم اپنے بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں تو تمہاری دل آزاری ہوتی ہے اور تم ہمارے بزرگوں کی بُرائی کرتے ہو تو کیا سمجھتے ہو؟ ہمیں خوشی ہوتی ہے؟ دیکھو یہ ہمارے صبر کی انتہاء ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ﴾

اقبال احمد

ناظم نشر و اشاعت۔ ۱۵ اپریل ۱۹۶۵

محرم اور تعزیہ

[ارشادات امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی]

شادی بیاہ اور ماہِ محرم : ۱۱/محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین وخلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں :

۱۔ بعض سنت جماعت عشرۂ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے اور نہ جھاڑو دیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی، پکائی جائے گی۔

۲۔ ان دس دنوں میں کپڑے نہیں اُتارتے۔

۳۔ ماہِ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے۔

۴۔ ان ایام میں سوائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے۔ یہ امور جائز ہیں یا ناجائز؟

جواب میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں :

پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے۔ ہر مہینہ میں ہر تاریخ پر ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۰)

محفلِ میلاد اور ذکرِ شہادت : کسی نے سوال کیا کہ مجلسِ میلاد شریف میں بیان مولود شریف کے ساتھ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت نے جواب میں فرمایا 'علمائے کرام مجلس میلاد شریف میں ذکرِ شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکر حزن مناسب نہیں کما فی مجمع البحار واللہ تعالیٰ اعلم

(احکام شریعت حصہ دوم)

مجلس اور مرثیہ سُننا : کسی نے دریافت کیا کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا' اُن کی نیاز کی چیز لینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جب کہ اُن کے یہاں حاضری ہوتی ہے' کھانا جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا: رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ اُن کی نیاز کی چیز نہ لی جائے۔ اُن کی نیاز' نیاز نہیں۔اور وہ غالبًا نجاست سے خالی نہیں ہوتی' کم از کم ان کے ناپاک 'قلتیں' (گُلّی) کا پانی ضرور ہوتا ہے۔ اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت ہے۔ (احکام شریعت)

سبز اور سیاہ کپڑے پہننا : محرم میں بعض مسلمان سبز (ہرے) رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟

حضرت مجدد ملت نے جواب دیا : محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامتِ سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیان لئام ہے۔ (احکام شریعت)

چھتوں پر سے روٹی پھینکنا : آج کل (عشرہ کے دن) لوگ خیر خیرات اس قسم کی کرتے ہیں کہ چھتوں اور کوٹھیوں پر سے روٹیاں اور روٹیوں کے ٹکڑے بسکٹ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی اُن کو لوٹتے ہیں' ایک کے اُوپر ایک گرتا ہے بعض کو چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹیاں زمین میں گر کر پاؤں سے روند جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے اور یہی حال (سبیل) شربت کا ہے اُوپر سے آب خوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آب خورہ بھی شربت کا نہیں رہتا اور تمام شربت گر کر زمین پر بہتا ہے ایسی خیر خیرات اور لنگر جائز ہے یا بوجہ رزق کی بے ادبی کے گناہ ہے؟

جواب میں ارشاد فرماتے ہیں : یہ خیرات نہیں' شور وسیئات ہے۔ نہ ارادۂ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ ناموری اور دکھاوے کی' اور وہ حرام ہے اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہے۔ (احکام شریعت حصہ اول)

تعزیہ دیکھنا بھی جائز نہیں : کسی نے سوال کیا کہ تعزیہ داری میں لہو ولعب یعنی کھیل تماشہ سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے جواب میں فرمایا : نہیں چاہیئے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان مال سے مدد کرے گا، یوں ہی سواد (مجمع) بڑھا کر بھی مددگار رہوگا۔ ناجائز بات کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ (الملفوظ حصہ دوم)

علم تعزیہ اور براق بدعت ہیں : مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ علم تعزیہ براق مہندی یہ سب جو رائج ہیں کُل کے کُل بدعت ہیں اور بدعت سے کبھی شوکتِ اسلام نہیں ہوتی اور تعزیہ کو حاجت روا سمجھنا جہالت ہے اور اس سے منت مانگنا حماقت ہے اور تعزیہ داری نہ کرنے کو باعثِ نقصان سمجھنا زنانہ وہم ہے اس لئے مسلمانوں کو ایسے حرکات وخیالات سے باز رہنا چاہیئے۔ (اسلام اور تعزیہ داری)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی التجا : کسی نے سوال کیا کہ خاتونِ جنت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روزِ محشر وہ برہنہ سَر و پا ظاہر ہوں گی اور امام حسین وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خون آلود اور زہر آلود کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی ﷺ کا دندانِ مبارک جو جنگ اُحد میں شہید کیا گیا تھا ہاتھ میں لئے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایہ پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں امتِ عاصی کو بخشوائیں گی .... صحیح ہے یا نہیں؟

جواب میں امام اہلسنت قدس سرہ العزیز نے فرمایا : یہ سب جھوٹ افتراء کذب گستاخی اور بے ادبی ہے۔ مجمع اولین وآخرین میں اُن کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سَر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا وہ کہ جب صراط پر گذر فرمائیں گی، زیرِعرش سے منادی ندا کرے گا اے اہل محشر : اپنا سر جھکالو اور اپنی آنکھیں بند کرلو کہ فاطمہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ صراط پر گذر فرماتی ہیں، پھر وہ نورِ الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلو میں لیے ہوئے گذر فرمائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت جلد دوم)

روافض سے ملنا جُلنا : ایک شخص نے دریافت کیا کہ اہل سنت و جماعت کو رافضیوں سے ملنا جلنا' کھانا پینا اور سودہ سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص سنی ہوکر ایسا کرتا ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم آیا ہے؟ وہ شخص دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے یا نہیں؟

مجدد موصوف جواب مرحمت فرماتے ہیں ''روافض زمانہ علی العموم کفار و مرتد ہیں کما بیناہ فی رد الرفضة اُن سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں۔ اُن مرتدین سے میل جول' نشست برخاست' سلام کلام سب حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿واما ينسينك الشيطٰن فلا تقعد بعد الذكرىٰ مع القوم الظٰلمين﴾ اور اگر بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں :

سيأتي قوم لهم نبزيقال الرافضة يطعنون السلف ولا يشهدون جمعة ولا جماعة فلا تجالسوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا تناكحوهم واذا مرضوا فلا تعودوهم واذا ماتوا فلا تشهدوهم ولا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم	عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں ان کا ایک بدلقب ہوگا انھیں رافضی کہا جائے گا۔ سلف صالحین پر لعن کریں گے اور جمعہ و جماعت میں حاضر نہ ہوں گے۔ اُن کے پاس نہ بیٹھنا' اُن کے ساتھ نہ کھانا' نہ اُن کے ساتھ پانی پینا' نہ اُن کے ساتھ شادی بیاہ کرنا۔ بیمار پڑیں تو انہیں پوچھنے نہ جانا' مر جائیں تو اُن کے جنازے میں نہ جانا' نہ اُن پر نماز پڑھنا' نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھنا۔

جو سنی ہوکر اُن سے میل جول رکھے' اگر وہ خود رافضی نہیں تو کم از کم فاسق و فاجر مرتکب کبائر ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ (احکام شریعت)

نعوذ بالله من شرور انفسنا من سيأت اعمالنا

شیعہ مذہب کا پس منظر

(ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحیٰ انصاری اشرفی)

اسلام میں رونما ہونے والے فرقہ ہائے باطلہ میں شیعہ فرقہ قدیم ترین فرقہ ہے جس کا وجود ایک سازش کے تحت لایا گیا۔ یہود کی اسلام دشمنی کسی سے پوشیدہ نہیں، قرآن مجید نے بھی اس کی گواہی دی ہے ﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا﴾ (المائدہ) مومنین کا سخت ترین دشمن لوگوں میں سے یہود اور مشرکین کو پائے گا

اسلام کی آفاقی ہمہ گیر ترقی سے یہودی حیران وخوفزدہ تھے اور اسلام کے سیلاب کو روکنا اُن کے لئے ممکن نہیں تھا۔ اس لئے انھوں نے یہ پالیسی بنائی کہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کر دیا جائے اور اُن کے عقائد کو مشکوک ومشتبہ بنا دیا جائے تا کہ اُن کے اندر سے دین کی اسپرٹ ختم ہو جائے، چنانچہ اس خطرناک منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہودیوں نے منافقانہ طور پر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور ایک یہودی عبداللہ ابن سبا المعروف بابن سوداء کو اس کام کے لئے منتخب کیا گیا۔ عبداللہ ابن سبا یہودیوں میں سرفہرست تھا اور اس تمام تر توجہ کا مقصد اسلامی عقائد پر شک وشبہ کا اظہار کرنا اور حضور ﷺ سے منسوب کر کے جھوٹی احادیث تیار کرنا تھا۔ مصر کے ایک مشہور عالم دین شیخ محمد ابوزہرہ لکھتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ ابن سبا کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ شخص حضور ﷺ کی جانب جھوٹی باتیں منسوب کرتا ہے (تاریخ المذاہب الاسلامیہ)

معتبر تاریخی حوالوں کے مطابق عہد عثمانی کے اواخر میں ابن سبا کا ظہور ہوا اور اس کا نصب العین تحریک اسلامی کو ہر طرح شل اور معطل کرنا تھا۔

ابن سبا نے حضور نبی کریم ﷺ کی قدر ومنزلت کم کرنے کے لئے 'امامت اور عصمت ائمہ' کا نظریہ پیش کیا اور کہا کہ امامت امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موروثی حق ہے کیونکہ جس طرح ہر نبی کا ایک وصی چلا آیا ہے اسی طرح امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے وصی ہیں (کشی، معرفۃ اخبار الرجال)

ابتداء میں لفظ شیعہ، حمایتی اور طرفدار کے معنیٰ میں استعمال ہوا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرفدار اور مداحوں کو شیعانِ عثمان اور حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حمایتی اور بہی خواہوں کو شیعانِ علی کہا جاتا تھا۔۔ یہ نظریاتی نہیں بلکہ سیاسی تقسیم تھی۔ ۳۹ ہجری میں کچھ لوگ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فضیلت دینے لگے اور حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیگر خرافات مثلاً وصی اور بلافصل خلیفۃ الرسول اور امام کی معصومیت کا عقیدہ اُن میں شامل ہوگیا۔۔بس یہی تھا شیعیت کا نقطۂ آغاز۔۔

شیعان عثمان نے جب دیکھا کہ شیعان علی کہلانے والے اپنے عقیدہ میں غلو کرنے لگے اور اسلام کی روح کے منافی عقیدے اختیار کرتے ہیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حمایتیوں نے خود کو شیعان عثمان کہنا بند کردیا۔ اب میدان میں صرف شیعان علی رہ گئے۔ رفتہ رفتہ انہوں نے بھی اضافت کو ختم کرکے اپنے آپ کو مطلقاً شیعہ کہنا شروع کردیا۔ اسلام کو جس قدر فرقہ شیعہ سے نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے کسی بدترین سے بدترین دشمن سے نہیں پہنچا۔ آج تک اُمت اس نقصان کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔

شیعوں کے نزدیک عقیدۂ امامت:

شیعہ مذہب میں عقیدۂ امامت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے بقیہ تمام عقیدے اسی عقیدۂ امامت کی صیانت وحفاظت کے لئے تصنیف کئے گئے ہیں۔ اہل تشیع کے نزدیک امامت کا عقیدۂ توحید ورسالت کے عقیدہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ عقیدۂ امامت **عماد الدین** (دین کا ستون) ہے۔ اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ نبی پر لازم ہے کہ امام کا تعین خود کرے، قوم کے حوالے نہ کرے، اور یہ کہ امام نبی کی طرح معصوم ہوتا ہے۔ شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کی تصریح فرمائی تھی اور حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

کی امامت اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کی اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سیدنا علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور انھوں نے اپنے بیٹے سیدنا ابوجعفر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور انھوں نے اپنے بیٹے سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کی اور سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور انھوں نے اپنے بیٹے سیدنا علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کی اور انھوں نے اپنے بیٹے سیدنا محمد تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کی اور انھوں نے اپنے بیٹے سیدنا علی نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کی اور انھوں نے اپنے بیٹے سیدنا حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کی اور انھوں نے اپنے بیٹے سیدنا محمد بن حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کی تصریح فرمائی تھی۔ یہ کُل بارہ امام ہیں انھیں کی طرف شیعوں کا مشہور فرقہ امامیہ منسوب ہے جس کو اثنا عشریہ بھی کہتے ہیں۔ (منہاج السنۃ ج۲ص۱۰۶)

شیعہ اور اہلحدیث دونوں متعہ کے قائل

متعہ سے مراد وقتی نکاح ہے یعنی مرد وزن کا جنسی تسکین حاصل کرنے کے لئے آپس میں وقتی و عارضی طور پر معاہدہ کر لینا ہے جب کہ سورۂ مومن میں ارشاد ہوا کہ تمہارے لئے وہ عورتیں حلال ہیں جن کے ساتھ تم دائمی نکاح کرلو۔ متعہ ایسا معاہدہ ہے جو چند دنوں کے لئے بھی ہوسکتا ہے اور چند گھنٹوں کے لئے بھی، نہ اس میں ولی کی اجازت کی ضرورت اور نہ گواہوں کی۔۔ بس دونوں فریق تنہائی میں بیٹھ کر وقت اور فیس طے کرلیں اور آپس ہی میں ایجاب وقبول کرلیں اور اس کرایہ پر لی گئی عورت سے خواہشات نفسانی کی تکمیل کریں۔

متعہ میں طلاق کی بھی ضرورت نہیں ہوتی، مقررہ وقت پورا ہونے پر خود بخود جدائی واقع ہوجائے گی۔ جدائی کے بعد نہ وارثت اور نہ عدت اور نہ نان ونفقہ۔ متعہ میں نہ اولاد کی جستجو ہوتی ہے اور نہ ہی میراث مقصود۔ اس عقد میں عورتوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں، ایک عورت سے بیسیوں مرتبہ متعہ ہوسکتا ہے اور کئی مَردوں سے ایک عورت باری

باری متعہ کرسکتی ہے اس میں حرمتِ غلیظہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے تیسرے دن اللہ رب العزت کے حکم سے متعہ کو حرام قرار دے دیا جو تا قیامت حرام ہی رہے گا۔ اہل سنت و جماعت متعہ کی حرمت پر متفق ہیں، اسلام کی نظر میں یہ زنا بالرضاء ہے۔ اسلام انسان کی تکریم کے لئے آیا ہے رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ**﴾ (الاسراء) ہم نے بنی آدم کو عزت وتکریم بخشی۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے **انما بعث لاتمم مکارم الاخلاق** مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔

کیا ممکن ہے کہ یہ اسلام کوئی ایسا قانون دے جس میں ایسی جنسی اباحت ہو اور عورت کے وقار کی اس حد تک توہین کی گئی ہو کہ جس کی نظیر ہمیں اباحیت پر قائم معاشروں کی قدیم وجدید تاریخ میں کہیں نہ مل سکے۔ قانون متعہ میں عورت کا مقام صرف ذلّت ورُسوائی ہے اور اس کی حیثیت بالکل اس سودے کی طرح ہے جسے مرد جب چاہے ایک کے بعد دوسرا بغیر کسی حد وشمار کے بدلتا رہے۔ عورت جسے اللہ تعالیٰ نے اس شرف سے نوازا ہے کہ جہاں وہ ماں کی حیثیت سے عظیم مردوں اور عورتوں کو برابر طور پر جنم دیتی ہے وہاں اُسے ایک ایسا مرتبہ بھی دیا ہے جو ماں کے علاوہ کسی کو نہیں دیا۔ فرمایا: **الجنة تحت اقدام الامهات** جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

کیا اس بلند مرتبہ ماں کے شایانِ شان ہے کہ وہ اپنے اوقات یکے بعد دیگرے مختلف مردوں کی آغوش عشرت میں دادعیش دیتے ہوئے گزارے اور ایسا ہو بھی شریعت کے نام سے؟

شیعہ مذہب میں متعہ:

اہل تشیع کا مرغوب ترین اور پسندیدہ مسئلہ متعہ ہے جو تمام عبادتوں سے بڑھ کر عبادت اور تمام نیکیوں سے بڑھ کر نیکی ہے۔ شیعہ نہ صرف یہ کہ اس کو زنا تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس عمل پر اجر مستحق بھی قرار دیتے ہیں۔

برٹش عہد میں اور شیعہ ریاستوں میں لائسنس یافتہ عورتیں یہ کام کراتی تھیں۔ زنا کی جتنی شکلیں ہوسکتی ہیں اُن میں سے سوائے زنا بالجبر کے کون سی شکل باقی رہ گئی۔ زنا تو عام طور پر ہوتا ہی رضامندی سے ہے۔ جب کوئی شخص طوائف کے یہاں کوٹھے پر جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ طرفین سے رضامندی ہوتی ہے اور فیس بھی طے ہوتی ہے۔ اگر عیش بہار کا وقت بھی مقرر کرلیا جائے تو اسی کا نام متعہ ہے اور اس تعین وقت کے لئے ضروری نہیں کہ مدت لمبی ہی ہو' چند منٹ بھی ہو سکتے ہیں اور چند گھنٹے اور چند دن بھی۔۔ اگر ایک شخص داد عیش دے کر فارغ ہو جائے تو فوراً ہی دوسرا شخص اسی طرح عیش دے سکتا ہے اور یہ آمدورفت کا سلسلہ پوری رات جاری رہ سکتا ہے۔

زنا و بدکاری ہر معاشرہ میں گھناؤنا اخلاقی جرم رہی ہے مگر شیعہ مذہب ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس میں نہ صرف یہ کہ زنا جائز بلکہ افضل اعمال بھی ہے اور متعہ شیعہ حضرات کے نزدیک صرف مسلمہ ہی سے نہیں بلکہ یہودیہ اور نصرانیہ حتیٰ کہ مشرکہ اور کافرہ سے بھی جائز ہے اور متعہ کے لئے غیر شوہر دار ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ شوہر دار سے بھی متعہ کیا جاسکتا ہے اور یہ بدکاری دو حقیقی بہنوں سے بیک وقت جائز ہے۔

شیعہ فرقہ چونکہ یہود کا ساختہ پرداختہ فرقہ ہے لہذا اس کے طور طریقوں کا پایا جانا ضروری ہے جس طرح یہیود نے اپنے اقتدار وتسلط کے لئے تاریخ کے ہر دور میں جنس (Sex) کا سہارا لیا ہے اسی طرح شیعوں نے بھی انسانی معاشرہ کو کھوکھلا کرنے کے لئے زنا و بدکاری پر متعہ کا نقاب ڈال کر اعلیٰ ترین عبادت کا درجہ دے دیا اور کہہ دیا کہ جو متعہ سے محروم رہا وہ جنت سے محروم رہے گا اور قیامت کے دن نکٹا اُٹھے گا (یعنی ذلیل وخوار ہوکر) اور اس کا شمار اللہ تعالی کے دشمنوں میں ہوگا۔

باقر مجلسی نے زنا و بدکاری کی حلت و جواز کو سرور کائنات ﷺ کی طرف منسوب کرکے یہ روایت اپنی کتاب 'منہج الصادقین' میں درج کی ہے۔ اس شرمناک روایت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں 'جو ایک مرتبہ متعہ کرے گا وہ امام حسین کا درجہ پائے گا اور جو دو مرتبہ متعہ کرے گا وہ امام حسن کا درجہ پائے گا اور جو تین مرتبہ متعہ کرے گا وہ امیرالمؤمنین کا درجہ

پائے گا اور جو چار مرتبہ متعہ کرے گا وہ میرا درجہ پائے گا (یعنی معاذ اللہ رسول پاک کا درجہ)

باقر مجلسی متعہ (زنا) کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے 'حضرت ﷺ نے فرمایا جس نے زن مومنہ سے متعہ کیا اُس نے ستر مرتبہ کعبہ کی زیارت کی' (عجالہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ ص۱۴/۱۶/ لاہور)

'جس نے اس کار خیر (متعہ) میں زیادتی کی ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے مدارج اعلیٰ کرے گا یہ لوگ بجلی کی طرح پُل صراط سے گذر جائیں گے اُن کے ساتھ ملائکہ کی ستر صفیں ہوں گی' دیکھنے والے یہ کہیں گے کیا یہ مقرب فرشتے ہیں؟ یا انبیاء ورسل ہیں؟ فرشتے جواب دیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے سنت رسول پر عمل کیا یعنی متعہ کیا' اور یہ لوگ بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ (عجالہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ ص۱۴/۱۶/ لاہور)

شیعوں کو جنت میں داخلہ کے لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے صرف متعہ (زنا) جیسے کار خیر میں کثرت کرنے سے بغیر حساب وکتاب جنت میں داخلہ کا گارنٹی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی

صحابہ کرام پر طعن وتشیع اور اُن سے اظہار برأت شیعیت کا شعار ہے۔ باقر مجلسی اپنی کتاب حق الیقین میں لکھتا ہے: 'جب قائم الزماں ظاہر ہوں گے عائشہ کو زندہ کر کے اُس پر حد جاری کریں گے اور اُس سے حضرت فاطمہ کا انتقام لیں گے'

اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ جو صحابہ کرام پر طعن کرے وہ ملحد اور اسلام کا دشمن ہے اس کا علاج اگر توبہ نہ کرے تو تلوار ہے ۔۔ صحابہ کرام پر تبرا کرنے والا زندیق اور منافق ہے (الکبائر للذہبی)

شیعوں کی صحابہ دشمنی:

صحابہ کرام کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اہل ایمان سے دشمنی یہود کا شیوہ اور کافروں کی علامت ہے۔ شیعہ بھی چونکہ اپنی عادات واطوار عقائد وخصوصیات کے اعتبار سے یہود کا ایک فرقہ ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعیت یہودیت ہی کا چربہ ہے۔ ابن عبدالبر صدیوں پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہودی اور رافضی ایک ہی سکہ کے دو رُخ ہیں' ابن عبدالبر نے یہودیوں اور رافضیوں کے درمیان عقائدی مماثلت ومشابہت کی نشاندہی کی ہے۔

شیعہ' یہود کے مانند مخلصین مومنین خصوصاً صحابہ کرام سے جو کہ روئے زمین پر پاکیزہ اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جماعت ہیں دلی بغض اور عداوت رکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں یہود ومشرکین کو مومنین کا شدید دشمن بتایا ہے ﴿**لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا**﴾ (المائدہ) مومنین کا سخت ترین دشمن لوگوں میں سے یہود اور مشرکین کو پائے گا۔

یہود کے مانند شیعہ بھی صحابہ کرام کے سب سے بڑے اور بدترین دشمن ہیں' کفار قریش کی صحابہ دشمنی قبول اسلام کے بعد محبت صحابہ میں تبدیل ہوسکتی ہے مگر شیعوں کی دشمنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں جلائے جانے کے بعد بھی ہرگز نہیں بدل سکتی۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ کو خدا کہنے والی ایک جماعت کو آپ نے آگ میں جلایا تھا مگر جلتے وقت بھی انہوں نے شرک وبغض صحابہ نہ چھوڑا۔ عمرو بن شرجیل کا یہ قول بڑا عبرت آموز ہے کہتے ہیں کہ رافضی' یہود ونصاریٰ سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے تو وہ جواب دیں گے اصحاب موسیٰ۔ عیسائیوں سے یہی سوال پوچھا جائے تو وہ کہیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری۔ لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا جائے کہ **من شر اهل ملتكم** تمہاری ملت سے بدترین لوگ کون ہیں تو یہ بدبخت کہیں گے اصحاب محمد ﷺ۔ (العیاذ باللہ)

امام باقر فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ سوائے تین (ابوذر، مقداد، سلمان کے) مرتد ہو گئے تھے انہوں نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا جب سب لوگ حضرت علی کو بھی لے آئے اور امیر المؤمنین نے بھی مجبوراً ابوبکر کی بیعت کر لی پھر اُن صحابہ نے بھی امیر کی اتباع میں بیعت کر لی (تفسیر صافی ص ۳۸۹ ج ۴ پ ۴)

مامتانی نے ارتداد صحابہ کی روایت کو متواتر کہا ہے (تنقیح المقال ص ۱۲۶ ج ۱)

تقریب المعارف میں روایت ہے کہ حضرت زین العابدین سے اُن کے آزاد کردہ غلام نے کہا میرا جو آپ پر حق الخدمت ہے اُس کی وجہ سے حضرت ابوبکر و عمر کا حال سنائے۔ حضرت فرمود ہر دو کافر بودند و ہر کہ ایشاں دوست دارد کافر است (حق الیقین ص ۵۲۲)

اہلحدیث اور شیعہ مذہب میں ایک مجلس کی تین طلاقیں

ایک مجلس کی تین طلاقوں کے عدم وقوع کا مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے کہ جس میں شیعہ اور اہلحدیث ایک ہی صف میں کھڑے اور ایک ہی فضا میں اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں:

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز   کبوتر با کبوتر باز با باز

شیعہ اور اہلحدیث کے نزدیک تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ ہر مسئلے میں آسان صورت اختیار کی جائے اور اگر اس کے خلاف کوئی حدیث پیش کرے تو اُسے ضعیف کہہ کر رَد کر دیا جائے، اس لئے کہ انسان کی خاصیت ہے کہ وہ آسان کو پسند کرتا ہے اور وہ سب ہمارے مذہب کی آسانی دیکھ کر اپنا قدیم مذہب چھوڑ دیں گے اور اُن کا نیا مذہب قبول کر لیں گے۔ عام طور سے لوگ تین طلاق دے بیٹھتے ہیں پھر چاہتے ہیں کہ عورت ہاتھ سے جانے نہ پائے کیونکہ شریعت میں حلالہ کے بغیر عورت جائز نہیں۔۔تو اس سے ان نام نہاد اہلحدیثوں اور شیعوں کو بڑی غیرت معلوم ہوتی ہے لہذا یہ لوگ یہ صورت اختیار کر لئے کہ ایک دم تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق پڑنے کا حکم کریں تاکہ تین طلاق دینے والے حلالہ سے بچنے کے لئے اُن کی طرف آ جائیں۔

واضح رہے کہ صحیح مسئلہ اس طرح ہے کہ شوہر چاہے یوں کہے کہ تجھے تین طلاق۔ یا اس طرح کہا کہ تجھے طلاق ہے۔طلاق ہے۔طلاق ہے۔ دونوں صورتوں میں اس پر تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔اس لئے کہ جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے جس پر سب کا اتفاق ہے

تین طلاق اور شیعہ مذہب:

شیعوں کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی ہیں۔ اہل تشیع کی مشہور ومعروف کتاب فروع کافی میں ہے **عن ابی جعفر علیه السلام قال ایاك والطلقات الثلاث فی مجلس فانهن ذوات ازواج** (ج۲ص۹۱۷۸)

ابوجعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جن عورتوں کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی گئی ہوں اُن سے نکاح کرنے سے بچنا کیونکہ وہ خاوندوالی ہیں (یعنی ابھی تک وہ پہلے شوہر پر حرام نہیں ہوئیں)

شیعہ مذہب کے فقہی مسائل :

☆ ایک بڑے مٹکے میں کتّے کے پیشاب وغیرہ کرنے سے وہ پانی پاک ہی رہتا ہے۔
(فروع کافی جلدسوم کتاب الطہارۃ)

☆ قے، زرد پانی اور کچلو بھی پاک ہے (المبسوط ص۲۸)

☆ پاخانہ کا بھرا ہوا ٹوکرا اگر کنوئیں میں گر جائے تو کنواں پاک ہی رہتا ہے (استبصار، وسائل الشیعہ)

☆ اگر کنوئیں میں خون وشراب یا خنزیر گر پڑے تو بیس ڈول نکالنے سے پانی پاک ہو جاتا ہے
(تہذیب الاحکام، وسائل الشیعہ) ☆ تھوک سے استنجاء جائز ہے (فروع کافی جلد۳)

☆ خنزیر کی کھال سے بنے ہوئے ڈول سے نکالا گیا پانی پاک ہے (فروع کافی جلدسوم، وسائل الشیعہ)

☆ جس پانی سے استنجاء کیا گیا وہ استعمال شدہ پانی بھی پاک ہے (تحریرالوسیلہ جلداول)

☆ استنجاء میں استعمال شدہ پانی اگر کپڑے پر گر پڑے تو کپڑا ناپاک نہیں ہوتا (وسائل الشیعہ)

☆ گدھے اور خچر کا بول اور لید (پیشاب پاخانہ) ناپاک نہیں ہیں (المبسوط۔کتاب الطہارۃ)

☆ مذی اور ودی دونوں پاک ہیں۔ اگر کپڑے یا جسم پر لگ جائیں تو اس کا دھونا اور انہیں دُور کرنا کوئی ضروری نہیں (المبسوط، مذاہب الخمسہ)

☆ دوران نماز اگر مذی یا ودی نکل کر ایڑیوں تک بہہ جائے تو اس سے نہ نماز ٹوٹی نہ وضو گیا
(فروع کافی جلدسوم)

☆ جنابت کے غسل کے لئے استعمال شدہ پانی پاک ہے (المبسوط جلد۱)

☆ خون اور پیپ وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا (الفقہ علی المذاہب الخمسہ)

☆ ہوا خارج ہونے سے اس وقت وضو جاتا ہے جب اس کی آواز پیدا ہو یا اس کی بو ناک میں چڑھے۔ (فروع کافی، وسائل الشیعہ)

☆ 'ران' کا پَردہ نہیں (من لا یحضرہ الفقیہ)

☆ عورت کی دُبر میں وطی کرنے سے نہ اس کا روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی اُس پر غسل کا وجوب (وسائل الشیعہ، تہذیب الاحکام)

☆ اُڑنے والے تمام جانوروں کی بیٹ پاک ہے نیز حلال جانوروں اور چوپایوں کا گوبر و پیشاب پاک ہے (الفقہ علی المذاہب الخمسہ)

☆ سجدہ تلاوت کے لئے وضو کی ضرورت نہیں ہے (الفقہ علی المذاہب الخمسہ)

☆ پکی ہوئی ہنڈیا میں مرا ہوا چُوہا ملے تو شوربا گرا دو اور بوٹیوں کو کھاؤ (وسائل الشیعہ، فروع کافی)

☆ چوہا اور کُتا اگر تیل یا گھی میں گر پڑے تو گھی یا تیل بدستور پاک رہے گا (فروع کافی)

☆ ہر حیوان بلکہ کتا اور خنزیر جب تک زندہ ہے پاک ہے (المبسوط)

☆ جنبی (حالتِ ناپاکی) کی اذان بلا کراہیت جائز ہے (تہذیب الاحکام، وسائل الشیعہ)

☆ دورانِ نماز بچے کو دودھ پلانے سے نماز نہیں ٹوٹتی (وسائل الشیعہ)

☆ دورانِ نماز بیوی یا لونڈی کو سینے سے لگانا جائز ہے (وسائل الشیعہ)

☆ دورانِ نماز آلہ تناسل سے دل بہلانا جائز ہے (وسائل الشیعہ جلد چہارم)

☆ نجس ٹوپی اور موزہ پہنے ہوئے نماز پڑھنا جائز ہے (المبسوط)

☆ سونے چاندی پر زکوٰۃ واجب نہیں (وسائل الشیعہ)

☆ عورت کے ساتھ دُبر میں وطی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (وسائل الشیعہ)

☆ وطی فی الدبر جائز ہے (وسائل الشیعہ، تہذیب الاحکام)

☆ گھوڑے کا گوشت کھانا سنت رسول ہے (تہذیب الاحکام، وسائل الشیعہ)

☆ کوّا کھانا حلال ہے (تہذیب الاحکام، وسائل الشیعہ)

☆ گدھا حلال ہے (وسائل الشیعہ)

☆ سُنی کی دُکان سے خریدا ہوا حلال گوشت خنزیر سے زیادہ حرام ہے (تہذیب الاحکام، وسائل الشیعہ)

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم